سکے کوئیں سے پانی بھر لاؤ ان سے ہرگز نہ ہو سکیگا وللہ الحمد تو یہ اسپر کیونکر مجبور کی جائیں۔ یہ ہی وہ جو براہ تفقہ ذہن فقیر میں آیا ولا اقول انہ حکم اللہ عزوجل بل ارجوان یکون حکمہ تعالٰی فلینظر فیہ العلماء الذین لھم اعین یبصرون بھا ولھم قلوب یفقھون بھا واللہ یھدی السبیل وھو حسبی ونعم الوکیل اما قولی انھا اذا وجدت الماء لاتعید فلان المانع الحیاء والحیاء من المولٰی سبحٰنہ وتعالٰی فالمانع من جھۃ صاحب الحق عزجلالہ کما استظھر الفاضلان الرحمتی ثم الشامی فی مسألۃ نمرۃ ۴۸ ومثلھا ۵۵ قائلین ان العذر لم یأت من قبل المخلوق فان المانع لھا الشرع والحیاء وھما من اللہ تعالٰی کما قالوا لو تیمم لخوف العدو فان توعدہ علی الوضوء او الغسل یعید لان العذر اتی من غیر صاحب الحق ولو خاف بدون توعد من العدو فلا لان الخوف اوقعہ اللہ تعالٰی فی قلبہ فقد جاء العذر من قبل صاحب الحق فلا تلزمہ الاعادۃ اھ ۲۳۳ وانت تعلم ان الامر فی مسألتنا ھذہ اظھر من تلک فلیس ھھنا شیئ من قبل العباد اما تلک فقال المحقق الحلبی فی الحلیۃ الاشبہ الاعادۃ تفریعا علی ظاھر المذھب فی الممنوع من ازالۃ الحدث بصنع العباد اھ ورأیتنی کتبت علی قول الرحمتی المذکور مانصہ اقول ۲۳۴ وباللہ التوفیق محل المسألۃ انما ھو حیث کان ممنوعا عن التحول الی موضع ستر والالم یجزلہ الکشف ولا التیمم قطعا فھذا المنع اما ان یکون من قبل القوم کان حبسوہ اوقالوا لہ لو تحولت قتلناک او سلبناک فان المال شقیق النفس اولا کمریض ومن فی سفینۃ فی لجۃ بحر علی الاول لاشک ان المنع جاء من قبل العباد فیتیمم ویعید وعلی الثانی لقائل ان یقول لابد لہ ان یسألھم تحویل الدبر او غض البصر فان فعلوا فبھا والا فقد تسببوا فی المانع وان لم یکن نفس المانع من قبلھم کالخوف فانہ من قبل اللہ تعالٰی ومع ذلک اذا نشأ بتسبب العبد لا یعاد یعد من العبد ویؤمر بالاعادۃ فادون الاشبہ ماذکر المحقق الحلبی مع ان فیہ الخروج عن العھدۃ بیقین فعلیہ فلیکن التعویل واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم (۶۸ تا ۷۰) اقول ۲۳۵ یونہیں اگر پانی لادینے والا اجرت مانگتا ہے اور یہ مفلس یا وہ اُدھار پر راضی نہیں یا اجرت مثل سے زیادہ کا طالب علی وزان مامر فی ۳۵ و ۳۶ و ۳۷ عن البحر والدر (۷۱) اقول ۲۳۶ کوآں رسّی ڈول سب کچھ موجود ہے مگر یہ ایسا مریض یا اتنا ضعیف ہے کہ بھرنے پر قادر نہیں اور نوکر غلام بیٹا کوئی پاس نہیں کوئی ایسا کہ اسکے کہے سے بھر دے اور تدبیروں سے کہ نمبر ۲ میں گزریں پانی لے سکتا ہے فقد تحقق عجزہ وھو ملاک الاباحۃ وکانہ داخل فیما ذکروا من فقد الاٰلۃ فان فیہ الفقد حکما وان لم یکن حسا کما قال تعالٰی ولم تجدوا ماء فعم الفقد الحسی والحکمی (۷۲ تا ۷۴) اقول ۲۳۷ یونہیں اگر دوسرا پانی بھر دینے والا اجرت مانگتا ہے اور یہ

مفلس یا وہ اُدھار پر راضی نہیں یا اُجرت مثل سے زائد مانگتا ہے (۷۵ تا ۷۸) **اقول** انہیں صورتوں کی مثل ہے کہ یہ مریض وضعیف بھی نہ ہو مگر کوئیں کا چرسہ اکیلے سے نہ کھنچ سکے گا اور دوسرا چھوٹا ڈول یا پانی لینے کا اور طریقہ نہیں نہ اسکے پاس اتنے آدمی کہ ملکر کھینچ دیں یا کھنچوانے کی اُجرت نہیں رکھتا یا کھینچنے والے اجرت مثل سے زیادہ مانگتے ہیں یا اُدھار پر راضی نہیں اور یہ صورت اکیلے شخص پر محصور نہیں دو یا زائد بھی ہوں مگر اُس چرسہ کے کھینچنے کو زیادہ آدمی درکار ہیں جب بھی یہی احکام ہونگے خصوصاً جبکہ یہ عورتیں ہوں کو اقعہ بنتی شعیب علیہ وعلیہما الصلاۃ والسلام (۷۹) **اقول** پانی پر گز راسامان سب حاضر ہے مگر یہ گھوڑے پر سوار ہے اور گھوڑا بدرکاب کہ اُترکر چڑھنے میں بہت دقت کا سامنا ہوگا تیمم کرکے گھوڑے پر پڑھ لے جبکہ جنس ارض سے کوئی شے پاس ہو اگرچہ علم یا زین وغیرہ پر اتنا غبار ہو کہ ہاتھ پھیرنے سے اُنگلیوں کا نشان بن جائے (۸۰ تا ۸۳) **اقول** یونہی اگرچہ سواری شائستہ ہو مگر یہ مریض یا ایسا ضعیف ہے کہ بے مددگار چڑھ نہ سکے گا اور مددگار انہیں تفصیلوں پر نہیں یا اُجرت مانگتا ہے اور یہ مفلس یا وہ اُدھار پر راضی نہیں یا اُجرت مثل سے زیادہ چاہتا ہے (۸۴) **اقول** یونہی اگر سوار عورت ہے اور چڑھانے کو محرم یا شوہر درکار اور وہ ساتھ نہیں منیہ میں ہے الشیخ اذا رکب دابۃ ولم یقدر علی النزول او امرأۃ لیس معہا محرم یصلیان علیہا اھ قال فی الحلیۃ بل ظاہر الخانیۃ انہ یجوز لہا وان کان معہا محرم فان فیہا الرجل اذا حمل امرأتہ من القریۃ الی المصر کان لہا ان تصلی علی الدابۃ فی الطریق اذا کانت لاتقدر علی الرکوب والنزول انتہی لکن ھذا ظاہر علی اصل ابی حنیفۃ انہ لایجعل قدرۃ الانسان بغیرہ کقدرتہ اما علی قولہما فینبغی ان لایجوز اذا کان الزوج یقدر علی مساعدتہا فی الرکوب والنزول ویبذل ذلک لہا ثم لایخفی ان جواب الخانیۃ مع تعقبہ اٰت بطریق اولی اذا کان مکان الزوج محرم او اجنبی اھ **اقول** اما الاولویۃ فی تاتی جواب الخانیۃ ان حمل علی الجواز مطلقا وان ساعدہا من معہا علی الرکوب والنزول فظاہرۃ ولکن **اولا** ای اولویۃ فی اتیان التعقب فی المحرم بل الزوج ہو الاولی **وثانیا** لاتأتی للتعقب فی الاجنبی فضلا عن الاولویۃ فان ارکابہ وانزالہ ایاہا فیہ ما فیہ وقد نصت مسألۃ المتن علی جواز صلاتہا علی الدابۃ اذا کان معہا اجنبی ھذا منطوقہا وعدم الجواز اذا کان معہا محرم مفہومہا فافہم وتثبت (۸۵) **اقول** یونہی اگر اُترنے چڑھنے سے بیماری بڑھے۔ یہ مسائل علمائے کرام نے دربارۂ نماز ذکر فرمائے کہ یوں اُترنے سے عجز ہو تو سواری پر پڑھے تو دربارۂ طہارت بدرجۂ اولٰی درمختار میں زیر قول متن الصلاۃ علی الدابۃ تجوز فی حالۃ العذر لافی غیرہا فرمایا ومن العذر دابۃ لاترکب الابعناء او بمعین رد المحتار میں ہے لوکانت

الدابة جموحا لو نزل لا يمكنه الركوب الا بمعين او كان شيخا كبيرا لو نزل لا يمكنه ان يركب ولا يجد من يعينه تجوز الصلاة على الدابة اھ وقد منا عن المجتبى ان الاصح عندی لزوم النزول لو وجد جنبا يطيعه فعلى هذا الاختلاف فی لزوم النزول لمن وجد معينا يطيعه ولم يكن مريضا يلحقه بنزوله زيادة مرض وفی المنية المرأة اذا لم يكن لها محرم تجوز صلاتها على الدابة اذا لم تقدر على النزول اھ (٨٦) **اقول** اگر زخم ہو کہ اُترنے سے جاری ہو جائیگا اور نماز طہارت سے نہ مل سکے گی نہ اُترے اور تیمم سے پڑھے یہ مسئلہ بھی علماء نے نماز میں افادہ فرمایا ہے کہ اگر کھڑے ہونے سے زخم جاری ہوتا ہو بیٹھ کر پڑھے درمختار میں ہے قد یتحتم القعود كمن يسيل جرحه اذا قام او يسلس بوله (٨٧) ہر عبادت فرض یا واجب یا سنت کہ پانی سے طہارت کرے تو فوت ہو جائیگی اور اُسکا عوض کچھ نہ ہو گا اُسکے لیے تیمم کر سکتا ہے مگر یہ تیمم صرف اُسی عبادت کے لیے طہارت ہو گا نہ اور کے لیے کہ اُسی کی ضرورت سے اجازت ہوئی تھی تو اس تیمم سے کوئی اور عبادت کہ بے طہارت جائز نہ ہو جائز نہ ہو گی اس فوت بلاعوض کی بہت صورتیں ہیں مثلاً نماز جنازہ قائم ہے یا قائم ہونے کو ہے اسکے وضو کا انتظار نہ ہو گا جب تک وضو کرے چاروں تکبیریں ہو چکیں گی اگرچہ سلام پھیرنا باقی رہے کہ نماز جنازہ تکبیروں پر ختم ہو جاتی ہے اُنکے بعد ملنے کا محل نہیں اگرچہ ابھی سلام نہ ہوا ہو کما فی الدر وغیرہ یا عیدین کا وقت نکل جائیگا یا اُنکا امام سلام پھیر دیگا **اقول** جبکہ دوسرے امام میں سکے پیچھے نہ ملیں کما قالوا فی الفاسق لا یقتدی بہ فی الجمعۃ ایضا اذا تعددت فی المصر لانہ بسبیل من التحول کما فی الفتح وغیرہ یہ اسلیے کہ عیدین کی نماز مثل جمعہ ہر امام کے پیچھے نہیں ہو سکتی سوا سلطان اسلام یا اُسکے نائب یا ماذون کے اور وہ نہ ہوں تو بضرورت جسے مسلمان امام جمعہ مقرر کرلیں یا سورج گہن ہو چکے کا صلاۃ الجنازۃ والعیدین من مسائل المتون وزاد الکسوف کالروایۃ الآتیۃ فی الحلیۃ بحثا واقرہ فی البحر والنہر والدر وحواشیہ **اقول** اور اگر کسوف باقی رہے اور جماعت ہو چکے گی تو تیمم کی اجازت نہیں کہ گرچہ کسوف میں بھی ہر شخص امامت نہیں کر سکتا خاص امام جمعہ ہی اُسکا امام ہو سکتا ہے کما فی الدر وغیرہ مگر اسمیں جماعت ضروری نہیں تنہا بھی ہو سکتی ہے نہ مثل جنازہ تکرار ممنوع ہے لتصریحہم بجواز ان یصلیہا کل بحیالہ فی بیتہ کما فی شرح الطحاوی ومشی علیہ فی الدر او فی مساجدہم علی ما فی الظہیریۃ وعزاہ فی المحیط الی شمس الائمۃ عن مفتی دمشق اسمعیل نعم الجماعۃ مستحبۃ اذا حضر امام الجمعۃ کما فی الدر تو اُسکا فوت یوں ہو گا کہ گہن چھوٹ جائے رد المحتار میں ہے لو انجلت لم تصل بعدہ یا ظہر و جمعہ و مغرب و عشاء کے فرضوں کے بعد وضو جاتا رہا اور اب وضو کرتا ہے تو بعد کی سنتیں نہ ملیں گی وقت نکل جائیگا **اقول** یوں ہیں ظہر یا جمعہ کی پہلی سنتیں اگر قیام جماعت کے سبب

نہ پڑھ سکا اور بعد فرض یا بعد سنت بعدیہ وضو جاتا رہا اور اب وضو کرے تو وقت عصر آجائیگا لانھا وان فاتت عن وقتھا فلھا تقضی فی الوقت ثم لاقضاء فقضاؤھا یفوت لاالی بدل یا[۱۱] صبح کے وقت پانی وضو کے لیے منگایا یا کسی نے دینے کا وعدہ کیا ہے اُسکا انتظار کرے تو وضو کرکے صرف فرض پائیگا یوں کہ یا تو سنتوں کے قابل وقت ہی نہ رہیگا یا سنتیں پڑھے تو جماعت فوت ہونا چار سنتیں چھوڑنی ہونگی تو جبتک پانی آئے تیمم کرکے سنتیں پڑھ لے پھر وضو کرکے فرض کما فی ش وغیرہ یا[۱۲] صبح کی نماز نہ ہوئی تھی اور اب زوال تک اتنا وقت نہیں کہ وضو کرکے دو رکعتیں پڑھ سکے تو تیمم کرکے سنتیں پڑھ لے کہ بعد زوال نہ ہوسکیں گی پھر وضو کرکے وقت ظہر آنے پر صبح کے فرض پڑھے ذکرہ ش عن شیخہ قال وذکر لھا صورتین اخریین اھ **اقول**[۲۳۶] بل اولھما ھی ھذہ التی اثرھا عن شیخہ وذکر اخری وردھا وھی حقیقۃ بالرد یا[۱۳] بے وضو خصوصا جنب ہو اور کسی نے سلام کیا یا[۱۴] کوئی سامنے آیا اور خود اُسے سلام کرنا ہے اور سلام نام الٰہی عزوجل ہے بے طہارت لینا نہ چاہا اور وضو کرے تو سلام فوت ہوتا ہے کہ جواب میں اتنی دیر کی اجازت نہیں اور سلام[۱] بھی ابتدائے لقا پر ہے نہ بعد دیر لہذا اجازت ہے کہ تیمم کرکے جواب دے یا سلام کرے مسئلہ جواب خود فعل اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے ثابت کہ ایک صاحب گزرے حضور انور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو سلام کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے جواب نہ دیا یہانتک کہ قریب ہوا کہ وہ گلی سے گزر جائیں حضور نے تیمم فرماکر جواب دیا اور ارشاد فرمایا انہ لم یمنعنی ان ارد علیک السلام الا انی لم اکن علی طھر ہمکو جواب دینے سے مانع نہ ہوا مگر یہ کہ اُسوقت وضو نہ تھا رواہ ابوداود عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما قال المحقق الحلبی فی الحلیۃ سکت[۳] علیہ ابوداود فھو حجۃ اھ اور ابتدائے سلام اُسپر قیاس کرکے زیادت ائمہ کرام ہے بحرمیں ہے المذھب ان التیمم للسلام صحیح **تنبیہ** علامہ سید طحطاوی پھر اُنکے اتباع سے علامہ سید شامی نے دو چیزیں اور زائد کیں وضو کرتا ہے تو چاند گہن ہو چکے گا یا[۱۵] ضحوہ کبری ہو جائیگی نماز چاشت جاتی رہیگی تو ان دونوں کو تیمم سے ادا کرلے قال فی الدر جاز لکسوف فقال ط مرادہ بہ مایعم الخسوف اھ ونقلہ ش واقرہ وقال فی حاشیتہ علی المراقی اخذ من الحلبی جواز التیمم للکسوف ای والخسوف اھ وقال ھو ثم ش الظاھر ان المستحب کذلک لفوتہ بفوات وقتہ کما اذا ضاق وقت الضحی عنہ وعن الوضوء فیتیمم لہ اھ **اقول**[۲۳۷] اس تقدیر پر نماز تہجد کیلیے بھی تیمم جائز ہوگا جبکہ وضو کرنے میں دو رکعت کا وقت نہ ملے اور فجر طلوع کر آئے کہ ہماری تحقیق میں وہ مستحب ہے کما بیناہ فی فتاونا اور اگر بعض طور پر سنت موکدہ مانیے جب تو مثل رواتب جواز ہوگا ہی گو وہ ضعیف ہے یونہی[۲۳۸] فجر کی سنتیں جب قضا ہوں زوال تک اُنکی قضا مستحب ہے اور ایک تخریج امام محمد کے نزدیک سنت۔ خیر یہاں کلام اس میں ہے کہ مستحب نمازیں بھی حسب گمان فاضلین طحطاوی وشامی اس جواز

تیمم میں مثل رواتب ہیں اقول مگر یہ سخت محل تامل ہے کتب مذہب میں صرف دو نمازوں کا ذکر ہے جنازہ وعیدین اور اسی قدر ائمہ مذہب سے منقول حتی کہ علامہ ابن امیر حاج حلبی نے حلیہ میں تصریح فرمائی کہ ہمارے نزدیک تندرست کو بے خوف مرض پانی ہوتے ہوئے انہیں دو نمازوں کے لیے تیمم جائز ہے وھذا نصہ اعلم انہ یجوز التیمم للصحیح فی المصر عندنا فی ثلاث مسائل احدھا اذا کان جنبا وخاف المرض بسبب الاغتسال بالماء البارد الثانیۃ حضر جنازۃ وخاف ان اشتغل بالوضوء تفوتہ الصلاۃ علیہا الثالثۃ اذا خاف فوات صلاۃ العید اھ اور عدو فی زیادت ہے کما فی الہدایۃ وغیرھا بلکہ امام ملک العلماء نے بدائع میں صراحۃً انہیں دو نمازوں میں حصر اور اسکے ماسوا کے لیے عدم جواز تیمم کی تصریح فرمائی حیث قال وھذا الشرط الذی ذکرنا لجواز التیمم وھو عدم الماء فیما وراء صلاۃ الجنازۃ وصلاۃ العیدین فاما فی ھاتین الصلاتین فلیس بشرط بل الشرط فیہما خوف الفوت لو اشتغل بالوضوء بعینہ اسی طرح امام تمرتاشی و امام علی اسبیجابی نے صراحۃً انہیں دو میں حصر فرمایا بحر میں زیر قول ماتن ولبعدہ میلا ہے قال فی شرح الطحاوی لایجوز التیمم فی المصر الا لخوف فوت جنازۃ او صلاۃ عید اوللجنب الخائف من البرد وکذا ذکر التمرتاشی اسی طرح خزانۃ المفتین میں نوازل سے ہے لایجوز التیمم فی المصر الا فی ثلثۃ مواضع الخ تو اصل حکم منصوص تو یہ ہے ہاں حلیہ نے اپنی بحث میں نظر بہ علت کہ خوف فوت لا الی بدل ہے نماز کسوف وسنن رواتب کا الحاق کیا انکی تبعیت بحر و نہر و دُر نے بھی کی اور یہیں سنن کو رواتب سے مقید کیا یہ قید نافلہ محضہ کو خارج کر رہی ہے پھر حلیہ میں رواتب کے الحاق پر بھی اس سے استظہار کیا کہ نماز عید کے لیے تیمم ائمہ مذہب سے منقول ہے اور وہ مختار امام شمس الائمہ سرخسی وغیرہ میں سنت ہی ہے جس سے ظاہر کہ سنن رواتب کے الحاق میں بھی اشتباہ تھا کہ جنازہ فرض عیدین واجب ہیں اُس اشتباہ کا یوں ازالہ کیا حیث قال فتحصل کما فی شرح الزاھدی للقدوری ان الصلاۃ ثلاثۃ انواع نوع لایخشی فوتہا اصلا لعدم توقیتہا کالنوافل فلا یجوز لہ التیمم عند وجود الماء لعدم العذر ونوع یخشی فواتہا لتوقیتہا ولکن تقضی بعد الفوات کالجمعۃ والمکتوبات فلا یجوز لہا التیمم لامکان جبرہا بالبدل باکمل الطہارتین ونوع یخشی فواتہا لا الی بدل کصلاۃ الجنازۃ والعیدین خلافا للشافعی قال العبد الضعیف غفر اللہ تعالٰی لہ وعلی ھذا القائل ان یقول یجوز لصلاۃ الکسوف والسنن والرواتب لانہا تفوت لا الی بدل فانہا لاتقضی کما فی العید ولا سیما علی القول بان صلاۃ العید سنۃ کما اختارہ شمس الائمۃ السرخسی وغیرہ اھ اور ظاہر کہ نفل مطلق سنت راتبہ کے حکم میں نہیں شرع اُنکا مطالبہ فرماتی ہے اور اسکا نہیں تو یہ اُنسے کیونکر ملحق کیا جائے مطالبہ شرع ہی وہ چیز ہے جو

ف۱: مسئلہ: مصنف کی تحقیق ...

ف۲: معروضۃ علی العلامۃ ...

حسن تتمیم

ف۳: ...

ف۴: معروضۃ ...

ف۵: معروضۃ ...

ف۶: معروضۃ ...

اس صورت مین جواز تیمم کی راہ دیتا ہو ظاہر ہے کہ پانی موجود اور استعمال پر قدرت ہو تو تیمم باطل اگر کرے تو نماز بے طہارت ہوا اور نماز بے طہارت حرام قطعی ہی ہان جب صاحب حق عز جلالہ خاص اس عبادت کا اس وقت خاص مین اس سے مطالبہ فرمارہا ہو اور ساتھ ہی حکم ہے کہ یہ وقت نکل گیا تو اس مطالبہ سے برارت کی کوئی صورت نہین اسکا بدل بھی نہ ہوسکے گا اور وقت مین تنگی ہو کہ وضو نہین کرسکتا لاجرم اس ادائے مطالبہ کے لیے پانی پر قادر نہ ہونا ثابت ہوا اور تیمم کی راہ ملی جس نماز کا شرع مطالبہ ہی نہین فرماتی اُس مین کونسی عہدہ برائی کے لیے پانی ہوتے ہوئے تیمم جائز ہوجائیگا مطالبہ شرعیہ پر پریشان بنائے کار کی یہ حالت ہو کہ نماز جنازہ کے لیے جواز تیمم مین بھی شبہہ ہوا کہ وہ تو فرض کفایہ ہی ہر شخص سے مطالبہ کب ہی اور علما کو اس جواب کی حاجت ہوئی کہ فرض کفایہ مین بھی مطالبہ سب سے ہی ولہذا سب ترک کرین تو سب گنہگار رہین اگرچہ بعض کا فعل سب پر سے مطالبہ ساقط کردیتا ہو فتح القدیر وغنیہ مین ہے منعہ (ای التیمم لصلاۃ الجنازۃ) الشافعی لانہ تیمم مع عدم شرطہ قلنا المخاطب بالصلاۃ عاجز عن الوضوء لہا فیجوز اما الاولی فلان تعلق فرض الکفایۃ علی العموم غیر انہ یسقط بفعل البعض واما الثانیۃ فبفرض المسألۃ نماز چاشت و نماز تہجد کا مطالبہ کب ہی یونہین چاند گہن کی نماز صرف مستحب ہی بخلاف نماز کسوف کہ اس مرتبہ کی سنّت ہو جسے امام ابو یحیی نے واجب کہا اور اسی کو امام ملک العلما نے بدائع مین ترجیح دی اور دلائل سنیت سے جواب دیا ہان مختار جمہور سنیت ہی اقول بلکہ وہ کتاب مبسوط مین محرر مذہب امام محمد رحمہ اللہ تعالی کا نص ہو کما سیأتی منا تحقیقہ فانقطع النزاع بدائع مین فرمایا صلاۃ الکسوف واجبۃ ام سنۃ ذکر محمد رحمہ اللہ تعالی فی الاصل مایدل علی عدم الوجوب فانہ قال ولا تصلی نافلۃ فی جماعۃ الا قیام رمضان وصلاۃ الکسوف وروی الحسن بن زیاد عن ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالی عنہ انہ قال فی کسوف الشمس ان شاؤا صلوا رکعتین وان شاؤا اربعا وان شاؤا اکثر والتخییر یکون فی النوافل وقال بعض مشایخنا انہا واجبۃ لما روی ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ (فذکر حدیث الکسوف وفیہ قولہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) صلوا حتی تنجلی وفی روایۃ ابی مسعود الانصاری رضی اللہ تعالی عنہ فاذا رأیتموہا فقوموا وصلوا ومطلق الامر للوجوب وتسمیۃ محمد رحمہ اللہ تعالی ایاہا نافلۃ لا ینفی الوجوب لان النافلۃ عبارۃ عن الزیادۃ وکل واجب زیادۃ علی الفرائض الموظفۃ الا تری انہ فرنہا بقیام رمضان وھو التراویح وانہا سنۃ مؤکدۃ وھی فی معنی الواجب وروایۃ الحسن لا تنفی الوجوب لان التخییر قد یجری بین الواجبات کما فی قولہ تعالی فکفارتہ اطعام عشرۃ مساکین من اوسط ما تطعمون اھلیکم او کسوتہم او تحریر رقبۃ ام

حسن تعم

چاند گہن کی نماز صرف مستحب ہی اور سورج گہن کی سنت مؤکدہ قریب بواجب

کلامہ قدس سرہ وما اراد بہ دفعہ فی العنایۃ بقولہ بعد ایراد الحدیث فان قیل ھذا امر والامر للوجوب فکان ینبغی ان تکون واجبۃ قلنا قد ذھب الی ذلک بعض اصحابنا واختارہ صاحب الاسرار والعامۃ ذھبت الی کونھا سنۃ لانھا لیست من شعائر الاسلام فانھا توجد بعارض لکن صلاھا النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فکانت سنۃ والامر للندب اھ فاقول[٢٣٥] حاصلہ ان ھذا لیس بشعار وکل واجب شعار فھذا لیس بواجب والکبری ممنوعۃ فرب واجب لیس من الشعائر ککفارات الیمین والظھار والصیام وکذا الصغری ممنوعۃ ودلیلھا ان ھذا لعارض وما کان لعارض لم یکن شعارا فیہ ایضا الکبری ممنوعۃ وای دلیل علیھا وقد قال فی الاسرار کما فی الفتح انھا صلاۃ تقام علی سبیل الشھرۃ فکان شعارا للدین حال الفزع اھ وقال فی البدائع اما فی کسوف الشمس فقد ذکر القاضی فی شرحہ مختصر الطحاوی انہ یصلی فی الموضع الذی یصلی فیہ العید او المسجد الجامع لانھا من شعائر الاسلام فتؤدی فی المکان المعد لاظھار الشعائر اھ وقد اجاب فی الفتح عن استدلال الاسرار علی وجوبھا بشعاریتھا بان المعنی المذکور لا یستلزم الوجوب اذ لا مانع من استنان شعار مقصود ابتداء فضلا عن شعار یتعلق بعارض اھ وھذا کما ینفی الاستدلال علی الوجوب بالشعاریۃ کذلک یرد الاستدلال علی نفی الشعاریۃ بکونہ لعارض وبالجملۃ ذھب الاسرار الی ان کل شعار واجب والعنایۃ الی ان کل واجب شعار والصحیح[٢٣٦] ان بینھما عموما من وجہ یجتمعان فی العیدین ویفترقان فی الاذان والکفارات ثم رأیت سعدی افندی اعترض العنایۃ باعتراضی الثانی اخذا عن الفتح اذ قال اقول ما المانع فی تعلق ما ھو من الشعائر بعارض تأمل اھ لکنی اقول[٢٣٧] وباللہ التوفیق لم یتم الجواب عن کلام محرر المذھب فی الاصل اذ لو کان مرادہ ھذا لم یصح الحصر فیھما لمکان العیدین اما الاستدلال بصیغۃ الامر فاقول[٢٣٨] منقوض بصلاۃ الخسوف بل وصلوات الریح الشدیدۃ والصواعق والزلزلۃ والمطر والثلج الدائمین والظلمۃ بالنھار والضوء الھائل باللیل وامثال ذلک الاھوال اعاذنا المولی سبحنہ وتعالی واھل السنۃ جمیعا منھا دنیا واخری اٰمین فانھا مستحبۃ اجماعا والامر یشملھا جمیعا وقد قال ملک العلماء نفسہ اما صلاۃ خسوف القمر فحسنۃ لما روینا عن النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اذا رأیتم من ھذہ الافزاع شیأ فافزعوا الی الصلاۃ اھ ثم قال وکذا تستحب الصلاۃ فی کل فزع کالریح الشدید والزلزلۃ والظلمۃ والمطر الدائم لکونھا من الافزاع والاھوال اھ تو ظاہر ہوا کہ نوافل کا سنن اور خسوف کا کسوف پر قیاس مع الفارق ہے

وبالله التوفيق الاٰن [٢٣٧٩] يقال ان الحاجة هنا تكثير ابواب الخيرات ارادة لافاضة كرمه عزوجل الا يرى انه اباح التنفل على الدابة بالایماء لغیر القبلة مع فوات الشروط والارکان فیها ولا ضرورة الا الحاجة القائمة بالعبد لزیادة الاستکثار من فضله تعالٰی کما افاده فی الفتح فی مسألة انه یصلی بتیمم ماشاء من الفرائض والنوافل وعند الشافعی رحمه الله تعالٰی یتیمّم لکل فرض لانه طهارة ضروریة **اقول** [٢٣٨٠] ویکدره ان هنا حیث صح التیمّم بوجود شرطه من فقد الماء فانها طهارة مطلقة عندنا ولو جوز لحجة الاستکثار لجاز لمطلق النوافل ولو غیر موقتة للعلم القطعی بان ماتصلیه بالتیمّم اکثر مما تصلیه بعد التوضئ او الاغتسال الا تری ان الذی رخص له الصلاة علی الدابة بالایماء الی غیر القبلة لم یرخص له فی التیمّم اذا قدر علی الماء والرکوب والنزول مع ان مکثه فی طلب الطهارة بالماء وقلة نوافل اکثر من المقیم فی بیته وعنده الماء بالجملہ فقیر کے نزدیک مستحبات محضہ مثل نماز خسوف وتہجد وچاشت میں یہ حکم خلاف دلیل ہے اسکے لیے ائمہ سے نقل درکار تھی اور وہ منتفی بلکہ نقل جانب نفی نفل ہے کما تقدم وبالله التوفیق والله سبحنه وتعالٰی اعلم (۸۸) ہر نماز موقت کہ بعد فوت جسکی قضا ہے جیسے نماز پنجگانہ وجمعہ ووتر جب طہارت آب سے وقت جاتا ہو تیمم سے وقت کے اندر پڑھ لے کہ قضا نہ ہو جائے پھر پانی سے طہارت کرکے اعادہ کرے **اقول** اسمیں یہ تفصیل ہونی چاہیے کہ مثلاً صبح اتنے تنگ وقت اُٹھا کہ وضو کرے یا نہانے کی حاجت ہے اور غسل کرے تو سلام نماز سے پہلے سورج چمک آئے یا امام جمعہ پانی سے طہارت کرے تو سلام جمعہ سے پہلے وقت عصر آجائے یا مقتدی جماعت جمعہ میں قبل سلام شریک نہ ہو پائے اور دوسری جگہ بھی امام مقرر جمعہ کے پیچھے نماز نہ مل سکے یا محدث وضو خواہ جنب غسل کرے تو ظہر یا عصر یا مغرب یا عشا کا اتنا وقت نہ پائے کہ نیت باندھ لے یا فرض عشا پڑھکر سو یا اُٹھا تو نہانے کی حاجت ہے یا وضو ہی کرنا ہے اور صبح میں اتنی مہلت نہیں کہ پانی سے طہارت کے بعد وتر کی نیت باندھ لے تو ان سب صورتوں میں یہ نمازیں تیمم سے پڑھ لے پھر غسل یا وضو کرکے دوبارہ بعد وقت پڑھے بالجملہ فجر وجمعہ میں سلام سے پہلے وقت نکل جانا یا مقتدی کا امام مقرر للجمعہ کے پیچھے جماعت جمعہ نہ پانا معتبر ہونا چاہیے باقی نمازوں میں تکبیر تحریمہ وقت کے اندر نہ ملنے کا اعتبار چاہیے کہ فجر وجمعہ وعیدین سلام سے پہلے خروج وقت سے باطل ہو جاتی ہیں بخلاف باقی صلوات کہ ان میں وقت کے اندر تحریمہ بندھ جانا کافی ہے ثم **اقول** اگر صورت یہ ہے کہ صبح میں پانی سے طہارت کرے تو صرف دو رکعتیں وقت میں پائے اور تیمم سے چاروں تو تیمم کی اجازت نہ ہوگی بلکہ پانی سے طہارت کرکے صرف فرض پڑھ لے

سنتین چاہے تو بعد بلندی آفتاب پڑھے یوہین باقی نمازون مین اگر وقت اتنا ملتا ہو کہ پانی کی طہارت سے فرض وقت ہو جائین گے ظہر کی سنت قبلیہ یا بعدیہ یا دونون یا مغرب مین سنتین یا عشا مین سنت و وتر نہ ملین گے اور تیمم سے سب مل سکتے ہین تو فرضون ہی کا پلہ راجح رہے گا طہارت آب سے فرض ادا اور اُسکے ساتھ اور جو مل سکے ادا کرلے سنتین رہ گئین تو گئین اور وتر رہ گئے تو اُنکی قضا پڑھے غرض غیر فرض کی رعایت سے فرضون کا تیمم سے ادا کرنا روا نہ ہوگا اگرچہ اُس غیر فرض کے لیے خوف فوت مین تیمم روا تھا ولعل کل ما ذکرت فی المقامین ظاھر جدا واللہ تعالٰی اعلم ثم اعلم ان جواز التیمّم لخوف فوت الوقت قول الامام زفر رحمہ اللہ تعالٰی علٰی خلاف مذھب ائمتنا الثلثۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم وقد وافقوہ فی روایۃ وشیدتہ فروع واختارہ کبراء وقوّی دلیلہ محققون وبیان ذلک فی جمل الجملۃ الاولٰی موافقۃ ائمتنا الثلثۃ لہ فی روایۃ قال الشامی ھو قول زفر وفی القنیۃ انہ روایۃ عن مشایخنا بحر اھ ثم قال قد علمت من کلام القنیۃ انہ روایۃ عن مشایخنا الثلثۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم اھ اقول رحمہ اللہ تعالٰی قد ابعد النجعۃ واتی بغیر صریح فان لفظ البحر عند قولہ لا لفوت جمعۃ قد قدمنا عن القنیۃ ان التیمّم لخوف فوت الوقت روایۃ عن مشایخنا اھ والذی قدم عند قولہ لبعدہ میلا بعد ذکر فرع التکملۃ الاٰتی لایخفی ان ھذا مناسب لقول زفر لالقول ائمتنا فانھم لایعتبرون خوف الفوت وانما العبرۃ للبعد کما قدمناہ کذا فی شرح منیۃ المصلی لکن ظفرت بان التیمّم لخوف فوت الوقت روایۃ عن مشایخنا ذکرھا فی القنیۃ فی مسائل من ابتلی ببلیتین اھ فالمعروف اطلاق مشایخنا علٰی من بعد الائمۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم نعم قد یستفاد من ھذا الاستدراک ان مرادہ بمشایخنا الائمۃ الثلثۃ والاوضح سندا والاجل معتمدا ما فی الحلیۃ والغنیۃ عن المجتبی عن الامام شمس الائمۃ الحلوانی المسافر اذا لم یجد مکانا طاھرا بان کان علی الارض نجاسات وابتلت بالمطر واختلطت فان قدر علی ان یسرع المشی حتی یجد مکانا طاھرا للصلاۃ قبل خروج الوقت فعل والا یصلی بالایماء ولا یعید ثم قال الحلوانی اعتبر ھھنا خروج الوقت لجواز الایماء ولم یعتبرہ لجواز التیمّم ثمہ وزفر سوّی بینھما وقد قال مشایخنا فی التیمّم انہ یعتبر الوقت ایضا ولکن الروایۃ فی ھذا روایۃ لہ اذ لا فرق بینھما والروایۃ فی فصل التیمّم روایۃ فی ھذا ایضا قال الحلوانی بھذا فی المسألتین جمیعا روایتان اھ اقول الضمیر فی قولہ اعتبر ھنا ولم یعتبر ثم لمحمد ومسألۃ المسافر قول ائمتنا فالروایۃ عنھم فیھا روایۃ عنھم فی التیمّم انہ یجوز

لخوف فوت الوقت ومسألۃ التیمم انہ لا یجوز لحفظ الوقت ایضا قولہم فالروایۃ فیہا روایۃ فی مسألۃ المسافر ان یمشی
حتی یخرج من ذلک المکان ولا یصلی ثمہ وان خرج الوقت فاذن لہم فی کلتا المسألتین قولان غیر ان مسألۃ المسافر
اشہر تشبیہا بحکم الاجارۃ ومسألۃ التیمم بحکم المنع فہذا اقوی ما یوجد من تقویۃ قول زفر بموافقۃ ائمتنا الثلثۃ رضی اللہ تعالٰی عنہم
الجملۃ الثانیۃ فروع التشیید اختیار الکبراء قال فی الحلیۃ فی بیان قول زفر قد نقل الزاہدی فی شرحہ ہذا
الحکم عن اللیث بن سعد قد ذکر ابن خلکان انہ رأی فی بعض المجامیع ان اللیث کان حنفی المذہب واعتمد ہذا صاحب
الجواہر المضیئۃ فی طبقات الحنفیۃ فذکرہ فیہا منہم اھ قال الشامی ثم رأیتہ منقولا عن ابی نصر بن سلام وہو من کبار الائمۃ
الحنفیۃ قطعا اھ **اقول** وفی جامع الرموز التقیید بالمیل یدل علی ان فی الاقل لم یتیمم وان
خاف خروج الوقت کما فی الارشاد لکن فی النوازل انہ یتیمم حینئذ اھ بل فی الخلاصۃ لو لم یعلم ان بینہ
وبین الماء میلا او اقل او اکثر ولکن خرج یحتطب ولم یجد الماء ان کان بحال لو ذہب الی الماء خرج الوقت
تیمم فی اخر الوقت ہکذا فی النوازل اھ وفی الحلیۃ اطلق الفقیہ ابو اللیث فی خزانۃ الفقہ جواز التیمم
اذا کان بینہ وبین الماء مسافۃ لا یقطعہا فی وقت الصلاۃ اھ وفیہا عن المجتبی والقنیۃ وفی الہندیۃ عن
الزاہدی والکفایۃ کلہا عن جمع العلوم لہ التیمم فی کلۃ لخوف البق او مطر او حر شدید بیلام وفیہا وفی
البحر عن المبتغی بالغین من کان فی کلۃ جاز تیممہ لخوف البق او مطر او حر شدید یدان خاف فوت الوقت
اھ وفیہا عن القنیۃ عن نجم الائمۃ البخاری لو کان فی سطح لیلا وفی بیتہ ماء لکنہ یخاف الظلمۃ ان دخل
البیت لا یتیمم اذا لم یخف فوت الوقت قال وفیہ اشارۃ الی انہ اذا خاف الوقت تیمم اھ وفی البحر
عنہا اعنی القنیۃ بلفظ تیمم ان خاف فوت الوقت اھ ولم یعزہ لنجم الائمۃ بل جعلہ تفریعا علی الروایۃ عن
مشائخنا رضی اللہ تعالٰی عنہم قال فی الحلیۃ بعد ایرادہا ہذا کلہ فیما یظہر تفریع علی مذہب زفر فانہ
لا عبرۃ عندہ للبعد بل للوقت بقاء وخروجا قال ولعل ہذا من قول ہؤلاء المشائخ اختیار لقول زفر
فان الحجۃ لہ علی ذلک قویۃ اھ بل قد ذکر الشامی ان الفتوی فی ہذا علی قول زفر وانہ احد المواضع العشرین
التی یفتی فیہا بقولہ ذکرہا فی باب النفقۃ کتاب الطلاق ونظمہا نظما حسنا قال فیہ ؎ وبعد فلا
یفتی بما قالہ زفر ۔ سوی صور عشرین تقسیمہا انجلی ۔ لمن خاف فوت الوقت ساغ تیمم ۔ ولکن لیحتط بالاعادۃ غاسلا
الجملۃ الثالثۃ تقویۃ دلیلہ ویستدل لہ بوجوہ **اولہا** ما قال المحقق علی الاطلاق فی
فتح القدیر لہ ان التیمم لم یشرع الا لتحصیل الصلاۃ فی وقتہا فلم یلزمہ قولہم ان الفوات الی خلف

(جملہ ۲) فروع تشیید اوا ختیار الکبراء فی قولہ

قولہ اللیث بن سعد کان حنفیا

(جملہ ۳) تقویۃ دلیلہ

كالافوات اھ **واجيب** عنه **اولا** كما ابدى البحر ان جوازه للمسافر بالنص لا لخوف الفوت بل لاجل ان لا تتضاعف عليه الفوائت ويحرج فى القضاء اھ **اقول** لا فائدة لقوله جوازه بالنص فان النص ليس تعبديا كما يفيده اخر كلامه ولو كان كذا لم يجيزوه لصلاة الجنازة والعيد فان النص انما ورد فى المريض والمسافر اما التعليل **فاقول** اما تجيزونه لبعد الماء ميلا ولو فى جهة مسيره فانى فيه تضاعف الفوائت **وايضا** خوف التضاعف انكان ففى الاسفار البعيدة وليس السفر فى الكريمة سفر القصر بل يشمل من خرج من المصر ولو لاحتطاب او احتشاش او طلب دابة كما افاده فى الخانية والمنية وقال فى الهداية والعناية جواز التيمم لمن كان خارج المصر وان لم يكن مسافرا اذا كان بينه وبين الماء ميل اھ وقد نقلتم عن الخانية ان قليل السفر وكثيره سواء فى التيمم والصلاة على الدابة خارج المصر انما الفرق بين القليل والكثير فى ثلثة فى قصر الصلاة والافطار ومسح الخفين اھ واذا ثبت ذلك ثبت ان ليس تشريعه الا لاحراز الوقت **وثانيا** التقصير جاء من قبله فلا يوجب الترخيص عليه اھ فتح **اقول** تقريره سلمنا ان التيمم لحفظ الوقت لكن انما يستحق من ليس ضيق الوقت من قبله كمن خاف عدوا او مرضا فانه ان ينتظر يذهب الوقت من دون تفريط منه فرخص له الشرع فى التيمم كيلا يفوته الوقت اما هذا فقد قصر واخر بنفسه حتى ضاق الوقت عن الطهارة والصلاة فلا يستحق الترفيه بالترخيص **ورده** فى الفتح بانه انما يتم اذا اخر لا لعذر اھ **اقول** اى مع ان الحكم عام عند الفريقين وكيف يقال جاء التقصير من قبله فيمن نام فما استيقظ الا وقد ضاق الوقت عن الطهارة بالماء واداء الفرض وهذا نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم قائلا ليس فى النوم تفريط انما التفريط فى اليقظة رواه مسلم عن ابى قتادة رضى الله تعالى عنه وكذا من نسى صلاة ولم يتذكر الا عند ضيق الوقت وقد رفع عن امته صلى الله تعالى عليه وسلم الخطأ والنسيان فلا تقصير من ناس بل **اقول** **ثانيا** الرخص الا طيبة مباحة عندنا للمطيع والعاصى فمن سافر لمعصية حل له الفطر بل وجب عليه القصر ومن اجنب بالزنا والعياذ بالله تعالى ولم يجد ماء جاز له التيمم بل افترض عليه ثم رأيت تلميذه المحقق الحلبى فى الحلية نقل كلامه وايده وبحث فى التأخير بلا عذر بعين ما بحثت ولله الحمد قال لكن المذهب ان المطيع والعاصى فى الرخص سواء اھ وافاد فائدة اخرى فقال لو قيل تأخيره الى هذا الحد عذر جاء

من قبل غير صاحب الحق لقيل فينبغي ان يقال يتيمم ويصلي ثم يعيد بالوضوء كمن لم يقدر على الوضوء من قبل العباد اھ اقول ٢٣٩٢ هذا لامدخل له في البحث من قبل احد من الفريقين فليس لاحدهما ان يبدي به او يعيد اما ائمتنا فلانهم لايقولون بالتيمم واما زفر فلانه لايقول بالاعادة ٢٣٩٣ بل كان حقه ان يقرر هكذا ليكون مثلثا لما في الفتح ان غاية ماقلتم ان التقصير من قبله ان تأمروه بالتيمم ثم الاعادة كما هو حكم كل عذر جاء من قبل العباد لا ان تجوزوا عليه التيمم رأسا **وثانيها** هذه صلاة الخوف ما شرعت الا لحفظ الوقت **واجاب** عنه في البحر بان صلاة الخوف للخوف دون خوف الفوت اھ

اقول ٢٣٩٤ سبحن الله ماكان الخوف ليوجب الاتيان بمنافي الوقت مع ارتكاب المنافي بل كانوا بسبيل من تأخيرها الى ان يطمئنوا كما قلتم في بحركم في عدة فروع **منها** ازدحم جمع على بئر لايمكن الاستقاء منه الا بالمناوبة لضيق الموقف اولاتحاد آلة الاستقاء ونحو ذلك وعلم انها لاتصير اليه الا بعد خروج الوقت يصبر عندنا ليتوضأ بعد الوقت وعند زفر يتيمم **ومنها** جمع من العراة ليس معهم الا ثوب يتناوبونه وعلم ان النوبة لاتصل اليه الا بعد الوقت فانه يصبر ولايصلي عاريا **ومنها** اجتمعوا في سفينة او بيت ضيق وليس هناك موضع يسع ان يصلي قائما لايصلي قاعدا بل يصبر ويصلي قائما بعد الوقت **ومنها** معه ثوب نجس وماء لغسله ولكن لو غسله خرج الوقت لزم غسله وان خرج **ومنها** كذا لو كان مريضا عاجزا عن القيام واستعمال الماء في الوقت ويغلب على ظنه القدرة بعده اھ اي يؤخر ولايصلي في الوقت **ومنها** وعده صاحبه ان يعطيه الاناء فرع عليه محمد انه ينتظر وان خرج الوقت لان الظاهر الوفاء بالعهد فكان قادرا على الاستعمال ظاهرا **ومنها كذا** اذا وعد الكاسي العاري ان يعطيه الثوب اذا فرغ من صلاته لم تجز الصلاة عريانا لما قلنا نقلتم هذين عن البدائع والبواقي عن التوشيح ولكن المولى سبحنه وتعالى لم يرض لهم بتفويتها عن وقتها وشرع لهم صلاة الخوف فما كان الا لحفظ الوقت

ثم اقول ٢٣٩٥ الفرعان الاخيران عن محمد واليه عزاهما في البدائع والحكم فيهما عند امامنا رضي الله تعالى عنه انه يصلي في الوقت متيمما او عاريا لان القدرة على ماسوى الماء لايثبت عنده بالاباحة كما سيأتي **اقول** ٢٣٩٦ وهذا ايضا من مؤيدات زفر اذ لولا حفظ الوقت لامر بالتاخير لاسيما مع الوعد فهذا **ثالث دلائله ورابعها** اما الفرع الخامس السادس **فاقول** ٢٣٩٧ لا ارى ان يكون المذهب فيه الامر بتفويت الصلاة كيف وان الطاعة بحسب الاستطاعة قال ربنا تبارك وتعالى فاتقوا الله

ما استطعتم ولا ينظر فيها الا الى الحالة الراهنة الا ترى ان راجى الماء اخر الوقت ليس عليه التاخير بل له ان يصلى الأن متيمما وقد قال فى الدر امره الطبيب بالاستلقاء لبزغ الماء من عينه صلى بالايماء لان حرمة الاعضاء كحرمة النفس اھ ومعلوم ان الطبيب لايأمره بالسكون الامدة قليلة وربما لا تزيد على يوم وليلة فامروا ان يؤمی لا ان يؤخر فهذه الفروع الاربعة الجواب الصواب فيها على مذهب المنار رضى الله تعالى عنه انه يصلى كما قدر فى الوقت ولا يعيد اما الفروع الاربعة الاول فاقول كذا الحكم فيها بيد انه يعيد اما الحكم فلما قدمت عن الحلية والغنية عن شمس الائمة انه لا فرق فى تلك الفروع وان الرواية فى احدهما رواية فى سائرها وقد كان هناك اعنى فرع شمس الائمة التلبس بالنجاسة ولو فى الغسلين او الخفين مع ترك الركوع والسجود وليس فى هذا الفرع الرابع الا التلبس بنجس واما الاعادة فلما علمت من مراعاة اصل المذهب معها فى الفروع الثلثة الاول من صورة المنع من جهة العباد والله تعالى اعلم بسبيل الرشاد وخامسا تجيزونه خوف فوت صلاة الجنازة وصلاة العيد فكذا خوف فوت الوقت واجاب البحر بان فضيلة الوقت والاداء وصف للمؤدى تابع له غير مقصود لذاته بخلاف صلاة الجنازة والعيد فانها اصل فيكون فواتها فوات اصل مقصود اھ هذا تمام سعيه رحمه الله تعالى ورحمنا به وقد اقره على كله فى المنحة اقول ولا كون شیئ وصفا فى شیئ لا يوجب كونه غير مقصود بالذات كوصف الايمان فى رقبة كفارة القتل بل قد يكون الوصف هو المقصود كالاسامة فى نصر الزكوة وثانيا نحن نعلم قطعا ان المولى سبحنه وتعالى كما امرنا بالصلاة امرنا بايقاعها فى وقتها وحرم اخراجها عنه لا لعذر فالكل مقصود عينا قال سبحنه ان الصلوة كانت على المؤمنين كتبا موقوتا وقال عز وجل حافظوا على الصلوت والصلوة الوسطى وقال تعالى فويل للمصلين الذين هم عن صلوتهم ساهون وهم الذين يؤخرونها حتى يخرج وقتها سماهم مصلين وجعل لهم الويل لاخراجهم اياها عن وقتها فكان الوقت مقصودا عينا وثالثا لئن سلم فمحافظة الوقت فرض عين والجنازة فرض كفاية وصلاة العيد ليست فريضة اصلا والفرض ولو مقصودا لغيره اهم واعظم مما دونه ولو مقصودا لذاته الا ترى ان لو ضاق الوقت عن الواجبات وجب اسقاطها والاقتصار على الفرض لايقاعه فى الوقت واذ الامر هكذا فاذا جاز التيمم لخوف فوت الادنى كيف لا يجوز للاعلى لاسيما وقد سقط فرض الجنازة بصلاة غيره ورابعا قد قلتم بالتيمم لخوف فوت السنن وما هن اصول انما شرعت

مكملات للاصول وعلى التسليم فاين التحفظ على فريضة الوقت من التحفظ على سنة وخامسا قد سلمتم ان الفائت لا الى خلف يجوز له التيمم ولا شك ان الطلب الالٰهى منتهض على ايقاع الفريضة فى وقتها كانتهاضه على نفس ايقاعها وهذا لاخلف له وان كانت الصلاة لها خلف فهذا مقصود الدليل ولا يمسه الجواب وسادسها كما اقول اجمع ائمتنا رضى الله تعالى عنهم ان الجنب الخائف من البرد خارج المصر يتيمم كما فى الهداية وعامة الكتب وقد تقدم عن الحلية والبدائع والبحر والاسبيجابى والتمرتاشى ومعلوم ان الخوف ربما كان فى الصبح اذا اصبح جنبا فى ليلة باردة ويزول الى ارتفاع الشمس ولم يأمروه بالتاخير بل اباحوا له التيمم فما هو الا لحفظ الوقت وسابعها كما اقول اباحوه لخوف عدو ولص وسبع وحية ونار ومعلوم ان كثيرا من هذه لا يلبث الا قليلا فالنار تنطفى او تمر فى ساعة او ساعتين ولم يقولوا يصبر ولن خرج الوقت فان اجبت كما خطر بالى ان التيمم ليس لحفظ الوقت وانما هو لدفع الضرر والحرج حيث كان وفى البرد والنار وامثالها ضرر وفى بعدة ميلا حرج فتحقق المناط لانه اذا ادرك الوقت فاراد الصلاة لا ينهى عنها ولا ينظر الا الى حالته الواهنة وهو فيها متضرر او متحرج بالوضوء او الغسل فابيح له التيمم اقول هل يختص الحرج والضرر بما يصيب بدنه وماله ام يعم ما يستضر به فى دينه على الاول لم ابحتم لخوف فوت جنازة وعيد وعلى الثانى ان كان عليه ضرر فى دينه لفوت فرض كفاية مع انها اذا قيمت وواجب بل وسنة لا الى بدل اذ لا براءة لعهدته عن هذه المطالبة الشرعية الا بالتيمم فضرر اعظم واشد منه فى فوت الفريضة عن وقتها ولا براءة لعهدته عن هذه المطالبة الشرعية العظمى اعنى الاتيان بها فى وقتها الا بالتيمم فيجب ان يباح هذا ما عندى فاستنار بحمد الله تعالى ما جنح اليه المحقق واتباعه من قوة دليل زفر بل دليل ائمتنا جميعا فى الرواية الاخرى وكيفما كان لا ينزل من ان يؤخذ به تحفظا على فريضة الوقت ثم يؤمر بالاعادة عملا بالرواية المشهورة فى المذهب لاجرم ان قال فى الغنية بعد ايراد ما قدمنا عن شمس الائمة وحينئذ فالاحتياط ان يصلى بالتيمم فى الوقت ثم يتوضؤ ويعيد ليخرج عن العهدة بيقين اھ وقد نقل كلامه هذا فى الدر واقره هو والسادة الاربعة محشوه ح ط ش وابو السعود وقال الشامى هذا قول متوسط بين القولين وفيه الخروج عن العهدة بيقين فلذا اقره الشارح فينبغى العمل به احتياطا ولا سيما وكلام ابن الهمام يميل الى ترجيح قول زفر بل قد علمت انه رواية عن مشايخنا الثلثة

رضی اللہ تعالٰی عنہم ونظیر ھذا مسألۃ الضیف الذی خاف ریبۃ فانہم قالوا یصلی ثم یعید اھ وانما اطنبنا الکلام ھھنا لما رأینا بعض العلماء تعجب حین افتیت بہ فی مجلس جمعنا وباللّٰہ التوفیق والوصول الی ذری التحقیق والحمد للّٰہ رب العلمین وصلی اللّٰہ تعالٰی وسلم علی سیدنا ومولانا محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین اٰمین (۸۹) کوئیں پر ہجوم ہے جگہ تنگ ہے یا ڈول ایک ہی ہے لوگ نوبت بنوبت پانی بھرتے وضو کرتے ہیں اور یہ دُور ہے کہ اس تک باری اُسوقت پہنچے گی جب نماز کا وقت جاتا رہیگا آخر وقت کے قریب تک انتظار کرے جب دیکھے کہ وقت نکل جائیگا تیمم کرکے پڑھ لے پھر اعادہ کرے۔ (۹۰) کسی نے پانی بھرنے کیلیے ڈول یا رسّی دینے کا وعدہ کیا ہے انتظار کرکے تیمم سے پڑھ لے یہ دونوں مسئلے ابھی گزرے **اقول** [۲۴۱] اور اب اعادہ کی بھی حاجت نہیں کہ یہاں حکم تیمم خود مذہب صاحبِ مذہب ہے رضی اللہ تعالٰی عنہ ہاں بہ لحاظ مذہب صاحبین اعادہ اولٰی ہے درمختار میں تھا یجب طلب الدلو والرشاء وکذا الانتظار لو قال لہ حتی استقی وان خرج الوقت اسیر ردالمحتار میں ہے ای یجب انتظارہ للدلو اذا قال الخ لکن ھذا قولھما وعندہ لایجب بل یستحب ان ینتظر الی اٰخر الوقت فان خاف فوت الوقت تیمم وصلی وعلٰی ھذا لوکان مع رفیقہ ثوب ھو عریان فقال انتظر حتی اصلی وادفعہ الیک واجمعوا انہ اذا قال ابحت لک مالی لتحج بہ انہ لایجب علیہ الحج واجمعوا انہ فی الماء ینتظر وان خرج الوقت ومنشؤ الخلاف ان القدرۃ علی ماسوی الماء ھل تثبت بالاباحۃ فعندہ لا وعندھما نعم کذا فی الفیض والفتح والتاترخانیۃ وغیرھا (قلت) اے کالخانیۃ والخلاصۃ وغیرھما) وجزم فی المنیۃ بقول الامام وظاھر کلامھم ترجیحہ (**اقول** [۲۴۲] لوسکتنا لکان لہ الترجیح لان کلام الامام امام الکلام کما حققناہ فی لعلی الاعلام) وفی الحلیۃ والفرق للامام ان الاصل فی الماء الاباحۃ والحظر فیہ عارض فیتعلق الوجوب بالقدرۃ الثابتۃ بالاباحۃ ولاکذلک ماسواہ فلا یثبت الا بملک کما فی الحج اھ فتنبہ اھ مافی الشامی **اقول** [۲۴۳] بل فی الماء فوق ذلک فانہ اوجب فیہ الانتظار وان خرج الوقت بمجرد الوعد والوعد غیر الاباحۃ واللّٰہ تعالٰی اعلم (۹۱) کسی نے پانی دینے کا وعدہ کیا ہے یہاں بھی جب وقت جاتا دیکھے تیمم سے پڑھ لے پھر پانی مل جائے تو وضو سے دوبارہ پڑھے لانہ المبنی علی قول زفر علی خلاف قول الائمۃ الثلثۃ رضی اللہ تعالٰی عنہم کما علمت اٰنفا **اقول** [۲۴۴] ظاہر اس صورت میں اگر وہ اسکے نماز پڑھتے میں پانی لے آیا تیمم نہ جائیگا نماز پوری کرے جبکہ جانے کہ وضو کرنے سے نماز وقت پر نہ ملیگی لانہ کان واجد الماء قبل ھذا ظاھر الکلام عن محمد رحمہ اللّٰہ تعالٰی وانما ساغ لہ التیمم لضیق الوقت

عن استعماله ولم يتبدل هذا السبب فلا ينتقض التيمم بخلاف صورة افادها في الدر اذ قال لو تيمم
لعدم الماء ثم مرض مرضا يبيح التيمم (اى وقد وجد الماء بعده كما بينه ش) لم يصل بذلك التيمم
لان اختلاف اسباب الرخصة يمنع الاحتساب بالرخصة الاولى وتصير الاولى كأن لم تكن جامع الفقه
فليحفظ اھ وفيه كلام اوردہ ش وقد اجبنا عنه فيما علقنا عليه لا بأس بايراده تتميما للفائدة قال
رحمه الله تعالى اقول لكن يشكل عليه ما في البدائع لو مر المتيمم على ماء لا يستطيع النزول اليه لخوف
عدو او سبع لا ينتقض تيممه كذا ذكره محمد بن مقاتل الرازی وقال هذا قياس قول اصحابنا
لانه غير واجد للماء معنى فكان ملحقا بالعدم اھ ومثله في المنية اذ لا يخفى ان خوف العدو سبب اٰخر
غير الذی ابیح له التیمم اولا فان الظاهر في فرض المسألة انه تيمم اولا لفقد الماء اللھم الا ان یجاب
بان السبب الاول هنا باق وفيه بحث فليتأمل اھ وكتبت على البحث في منهيته انه اذا تيمم اولا
لبعده عن الماء فهو فاقد له حقيقة وخوف العدو فقد معنى فالحقيقي قد زال واعقبه المعنوی فلا فرق
بينه وبين المرض اذا وجد بعد الفقد الحقيقي اھ وكتبت عليه ما نصه **اقول** رحمك الله تعالٰی
وحمانا بك الاعدام ثلثة عدم الشئ في نفسه وعدم في مكان وعدم في حق المكلف والماء لا يفقد بالمعنى
الاول الا اذا انعدم من الدنيا ولا يكون ذلك قبل يوم القيمة وانما ينعدم عن مكان في حق المكلف وذلك بان
لا يكون حيث هو مع لحوق الحرج في الوصول اليه وهذا هو معنى عدمه الشرعی المذكور في باب التيمم
اما اذا كان بينه او لا حرج عليه في الوصول اليه فهو غير معدوم في حقه قال في الهداية الميل هو
المختار في المقدار لانه يلحقه الحرج بدخول المصر والماء معدوم حقيقة اھ قال في العناية تقريره ان
المنصوص عليه كون الماء معدوما وههنا (اى في مكان المكلف الان) معدوم حقيقة لكن نعلم
بيقين ان عدمه مع القدرة عليه ليس بمجوز للتيمم والا لجاز لمن سكن بشاطئ البحر وعدم الماء من بيته
فجعلنا الحد الفاصل بين البعد والقرب لحوق الحرج لان الطاعة بحسب الطاقة قال الله تعالٰی وما
جعل عليكم في الدين من حرج اھ ولا شك ان الماء اذا كان عليه عدو او لص او سبع فالمعنى باق بعينه
اذ ليس الماء في مكان المكلف فهو معدوم حيث هو حقيقة وفي وصوله اليه حرج فتحقق الامران
اللذان عليهما يدور العدم الشرعی المذكور هنا ولا نظر فيه الى كونه بعيدا عن النظر او بمرأى منه
او بعيدا بعدا معينا او اقرب منه وانما المناط لحوق الحرج في الوصول اليه بل هو الفاصل ههنا

بین القرب والبعد کما سمعت انفا فثبت العدم الشرعی ولم یتبدل السبب وان تبدل سبب السبب اعنی سبب الحرج فی الوصول الیه کما اذا کان عنده عدوہ یخاف منه علی نفسه ولم یبرح حتی ورد ہ لص یخاف منه علی ماله وذهب العدو فلا یتوهم احد انه تبدل السبب بخلاف حدوث المرض مع وجود الماء عنده فان الماء لیس معدوما فیه شرعا بالمعنی المذکور بل اما موجود فی نفس مکانه کما اذا کان بیدہ اولا حرج علیه فی الوصول الیه کما اذا کان فی بیته انما الحرج فی استعماله فقد تبدل السبب اما قول ابن مقاتل انه غیر واجد للماء معنی فکان ملحقا بالعدم **فاقول** اراد به العدم الحسی دون الشرعی بالمعنی المذکور ولا شك ان الماء موجود ههنا بحضرته وان لم یکن فی قبضته فهو واجد له حسا غیر واجد له بمعنی القدرة علیه وعدم الحرج فی وصوله الیه فکان ملحقا بالعدم الحسی ومعدوما بالعدم الشرعی بالمعنی المذکور هکذا ینبغی ان تفهم کلمات العلماء الکرام، والحمد لله ولی الانعام، وعلی نبینا واله الصلاة والسلام۔ (۹۲) پانی کوٹھری میں رکھا ہے اندھیرا سخت ہو جاتے ہوئے خوف ہو اور دیا سلائی وغیرہ پاس نہیں اور اوجالے کا انتظار کرتا ہو تو وقت جاتا ہے (**اقول** یوں کہ نماز نمازِ عشا ہو یا مثلاً وقت صبح اور اندھیرا ابر کثیف کا ہو) تو تیمم کرکے پڑھ لے پھر اعادہ کرے وقد تقدم نقله عن الحلیة والبحر **اقول** ولما ذکرنا قالوہ من کونه علی سطح لان المراد به ان لا یکون حیث الماء وکذا قولهم لیلا بل عممت مثل وقت الصبح لان المناط الخوف فی الظلمة وزدت الاعادة لما علمت مرارا (۹۳) **اقول** یوہیں اگر اندھیری رات یا صبح کو بدلی ایسی کالی شدید محیط یا سیاہ آندھی چل چکی اور اُسکی تاریکی پھیلی ہے اگرچہ کوئی وقت ہو اور ان سب صورتوں میں ظلمت اتنی ہی کہ کوئیں تک راہ نظر نہیں آتی اور یہ روشنی پر قادر نہیں اور انتظار میں وقت جاتا ہو تیمم کرکے پڑھ لے اور اعادہ کرے۔ ایسی سیاہی کو علما نے جماعت میں عذر گنا ہے کما فی التبیین والهندیة ویأتی عن الدر رهم انما قالوا ظلمة شدیدة فقال ش الظاهر ان المراد کونه لا یبصر طریقه الی المسجد فیکون کالاعمی اھ **اقول** وهو ظاهر فان مجرد لحوق مشقة ما لو کان عذرا مسقطا لسقطت تکالیف الشریعة عن اخرها قال فی الفتح لو قدر علی القیام لکن یخاف بسببه ابطاء برء او کان یجد الما شدیدا اجاز له ترکه فان لحقه نوع مشقة لم یجز اھ ومثله فی الکافی وغیرہ وفی الخانیة من لا یقدر علی الوضوء الا بمشقة لا یباح له التیمم اھ قال ش والظاهر انه لا یکلف الی ایقاد نحو سراج وان امکنه ذلك اھ **اقول** کانه اخذہ من قولهم فی تطهیر الانجاس لا یضر بقاء اثر لکون .

وريح لازم فلا يكلف فى ازالته الى ماء حار او صابون ونحوه ام درٍ حار اى مسخن ۔ ونحوه كحرض واشنان اھ ش ۔ وھھنا مسألتان مسألة الجماعة ومسألة التيمم الذى نحن فيها اما الاولى

فاقول [٢٢٨] الظاهر فيها عندى البناء على التيسر فمن عنده فانوس متقد ويقدر على الخروج به الى المسجد او كان متقدا والان اطفأه وفيه دهن وعنده كبريت فلا مشقة تلحق فى ايقاده والخروج به نعم من ليس عنده اوله واحد وفى البيت العيال ان خرج به تعسر عليهم الاعمال او هالتهم ظلمة الليل الاطفال او امرأة وحدها مالها مونس فى الحال فهذا لا يؤمر بان يحصل الان فانوسا بشراء او سؤال وقد [٢٢٩] قال صلى الله تعالى عليه وسلم بشر المشائين فى الظلم الى المساجد بالنور التام يوم القيمة اخرجه ابوداود والترمذى بسند صحيح عن بريدة وابن ماجة والحاكم عن انس وسهل بن سعد رضى الله تعالى عنهم واتى النبى صلى الله تعالى عليه وسلم رجل اعمى فقال يا رسول الله ليس لى قائد يقودنى الى المسجد فسأل رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ان يرخص له فيصلى فى بيته فرخص له فلما ولى دعاه فقال هل تسمع النداء بالصلاة قال نعم قال فاجب رواه مسلم عن ابى هريرة رضى الله تعالى عنه اقول [٢٣٠] حكم اولا بالرخصة وهى الحكم العام ثم ارشد الى العزيمة ولابى داود والنسائى عن عبد الله بن ام مكتوم رضى الله تعالى عنهما انه قال يا رسول الله ان المدينة كثيرة الهوام والسباع فهل تجد لى من رخصة قال هل تسمع حى على الصلاة حى على الفلاح قال نعم قال فحيهلا اقول [٢٣١] لم يجبه صلى الله تعالى عليه وسلم بالنفى بل بدأ بسؤال ليرشده الى العزيمة واذا كانت نفس الشارع صلى الله تعالى عليه وسلم متشوقة الى حضور الجماعة الى هذه الغاية فكيف يقال تسقط عنه الجماعة بظلمة الليل وان كان ايقاده نحو فانوس وخروجه به متيسرا بلا كلفة اصلا ومسألة النجاسة [٢٣٢] انما امرنا فيها بالتطهير بالماء وقد حصل وما يشق زواله عفو والعفو لا يتكلف فى ازالته واما الثانية فاقول [٢٣٣] يبنى الامر فيها على الامكان لما علمنا ان قليل المشقة لا يكون عذرا فيه ما لم تشتد وتبلغ حد الحرج والضرر ولذا لم يبيحوا للمحدث التيمم لاجل البرد كما فى الخانية والخلاصة والمصفى والبحر والنهر وغيرها وقد اوجبوا فيه على الجنب دخول الحمام باجرة او تسخين الماء ان قدر فى الهندية يجوز التيمم اذا خاف الجنب اذا اغتسل ان يقتله البرد او يمرضه والخلاف فيما اذا لم يجد ما يدخل به الحمام فان وجد لم يجز اجماعا وفيما اذا لم يقدر على

تسخین الماء فان قدر لم یجز ھکذا فی السراج الوھاج اھ فاتضح ماذکرتہ فی تصویر المسألۃ (۹۴ تا ۹۶)
اقول [2434] بدستور اگر روشنی کا سامان بقیمت ملتا ہے اور اسکے پاس حاجت سے زائد قدر قیمت موجود ہے یا بیچنے والا اُدھار پر راضی اور قیمت مثل کی زیادت فاحشہ نہیں خریدنا واجب ورنہ تیمم کرے (۹۷) اقول [2435] مسئلہ نمبر ۹ سے دو فائدے اور حاصل ہوئے ایک یہ کہ اگر مسافر جنگل میں اترا اور اندھیری رات ہے اور کوئیں تک جانے میں خوف ہے تیمم کرے کہ جب گھر میں تیمم کی اجازت دی تو جنگل میں بدرجہ اولٰی (۹۸ تا ۱۰۲) اقول [2436] دوم یہ کہ نمبر ۸ تا ۱۲ میں کہ پانی پر درندے سانپ آگ یا رہزن یا دشمن یا فاسق یا قرضخواہ کا ہونا مذکور ہوا اگر ان اشیا کا فی الحال وہاں ہونا معلوم نہیں مگر صحیح اندیشہ ہے جب بھی اجازت تیمم ہے کہ ظلمت شب میں کوٹھری میں جاتے ہوئے اُسی مظنہ سے خوف ہے نہ شیئ معلوم التحقق سے (۱۰۳ تا ۱۱۱) [2437] دشمن وفاسق وقرضخواہ کی ہر صورت میں بدستور وہی تین تین صورتیں ہونگی کہ اجرت پر لادینے والا زیادہ مانگتا ہے یا اُدھار پر راضی نہیں یا یہ دے ہی نہیں سکتا تو تیمم کرے (۱۱۲ تا ۱۱۵) اقول [2438] یونہیں اگر رات کو جنگل میں ہے اور گود میں بچہ اور اُسے پانی تک لیجانے میں بھیڑیے کا اندیشہ اور کوئی ایسا نہیں کہ پانی لادے یا جسکے پاس بچہ کو چھوڑ جائے یا ہے اور زیادہ اجرت کا طالب یا یہ دے نہیں سکتا یا مال او رجگہ ہے اور وہ اُدھار پر راضی نہیں ان صورتوں میں بھی تیمم کرے مرد ہو خواہ عورت (۱۱۶ و ۱۱۷) سخت ٹپکتے کی دھوپ پڑرہی ہے یا شدت کی ٹھنڈ ہے یا لاگر رہا ہے ان عذروں کے سبب پانی لینے کو جانا واقعی سخت دشوار اور ناقابل برداشت تکلیف کا باعث ہے اور انتظار میں وقت جاتا ہے تیمم سے پڑھکر وضو سے اعادہ کرے کما سیأتی (۱۱۸ تا ۱۲۲) اقول [2439] یونہیں اگر ہولناک آندھی چل رہی ہے خصوصًا راتمیں یا معاذ اللہ زلزلہ ہے یا عیاذًا باللہ بجلی تڑپ تڑپ کر گر رہی ہے یا کثرت سے اولے پڑرہے ہیں یا کیچڑ اندھیں بشدت ہے کہ یہ سب جماعت تو جماعت خود فرض جمعہ میں عذر ہیں تو اسی طرح تیمم کے لیے بھی اور حکم اعادہ بدستور۔ درمختار باب الامامۃ میں ہے لاتجب علی من حال بینہ وبینہا مطر وطین وبرد شدید وظلمۃ کذلک وریح لیلا لانہارا ردالمحتار میں ہے وانما کان عذرا لیلا فقط لعظم مشقتہ فیہ دون النہار اھ اقول [2440] وانت تعلم ان علی شقّ الاذیۃ المدار فان تثبت نہارا ثبت الرخصۃ اولم تثبت لیلا لم تثبت اُسکے باب الجمعہ میں ہے شرط لافتراضہا عدم مطر شدید ووحل وثلج ونحوہما ردالمحتار میں ہے ای کبرد شدید کما قدمناہ فی باب الامامۃ اھ اقول [2441] بل قدمہ کما رأیت الاٰن وشمل قولہ نحوہما مازدت [2442] من زلزلۃ وصاعقۃ والعیاذ باللہ تعالٰی بل بالاولٰی کما لایخفی (۱۲۳) جسطرح شدت کا مینہ جمعہ وجماعت میں

عذر ہے کما تقدم عن الدرر یونہیں جمع العلوم و ملتقی و مجتبی و کفایہ و قنیہ و حلیہ و بحر و ہندیہ وغیرہا میں اُسے تیمم کیلئے
بھی عذر گنا کما قدمنا [فہ] ففی الحلیۃ والبحر عن المبتغی بالغین المعجمۃ من کان فی کلۃ جاز تیممہ لخوف
البق او مطر او حر شدید الخ قلت [٢٤٤٣] ورأیتہ فی بعض الکتب بزیادۃ او برد وکان ترکھم من باب
الاکتفاء کما قال فی جامع الرموز عند قولہ لبعدہ میلا او مرض او برد تخصیص البرد من قبیل الاکتفاء
فان الحر الشدید مبیح للتیمم اھ وعزاہ للزاھدی اقول [٢٤٤٤] مگر یہ بظاہر بہت عجیب ہے کہ پانی کا
وجودِ تیمم کا موجب ہو شدت کے مینھ میں وضو و غسل سب کچھ ہو سکتا ہے خود مینھ سے یا پرنالے سے یا کسی برتن
میں پانی لیکر وانا اقول [٢٤٤٥] وباللہ التوفیق اسکی ایک ظاہر صورت یہ ہے کہ وضو کرنا ہے اور سر پر دیر تک
پانی گرنا مثلاً بوجہ ضعفِ دماغ مضر ہے اور چھتری یا چادر وغیرہ نہیں جس سے سر کو پانی سے بچا سکے نہ چھجّے
کا کوئی پرنالہ چل رہا ہے کہ چھجّے کے نیچے کھڑا ہو کر اُس سے وضو کرے یا ہوا سے پانی کی دھاریں اسی طرف
آرہی ہیں کہ چھجّا حاجب نہ ہوگا نہ خادم غلام لڑکا کوئی ایسا ہے کہ پانی لیکر اسے دیدے نہ کوئی برتن کہ اُسے
کسی پرنالے کے نیچے رکھدے یا پرنالہ ہی نہیں اور مینھ میں رکھے تو پانی قابلِ وضو اتنی دیر میں جمع ہو کر وقت
نکل جائے غرض وضو کی کوئی صورت نہیں سوا اسکے کہ مینھ میں کھڑا ہو کر اعضائے وضو دھوئے اور اتنی دیر تک
پانی سر پر لے اور یہ اُسے مضر ہے تو یہاں مینھ کا وجود ہی وضو سے مانع ہوا ورنہ وضو مضر تھا (١٢٤) اقول [٢٤٤٦]
دوسری دقیق صورت یہ ہے کہ وضو کرنا یا نہانا ہے اور پانی اصلاً مضر نہیں مگر اور طریقے مسدود ہیں سوا اسکے کہ مینھ
میں کھڑا ہو کر وضو یا غسل کرے اور کوئی خلوت کا مکان نہیں کہ کپڑے اُتار کر طہارت کرے مثلاً سفر میں ہمراہ
ہے اور کپڑے باریک ہیں کہ پانی میں بھیگ کر بے ستری ہوگی اور باندھنے کو کوئی دبیز رنگین تہبند نہیں تو مستلزماً
حلیہ وغنیہ مذکور نمبر ۸۵ پر مطلقاً تیمم کا حکم ہوگا اور اگر وقت اتنا نہیں کہ ان بھیگے کپڑوں کو نچوڑ کر خشک کرکے
پہننے تک باقی رہے تو دوسرے قول پر بھی صحیح عذر موجود ہے کہ اب خود نماز میں بے ستری ہوگی لہذا تیمم کرے
پھر پانی سے طہارت کرکے اعادہ (١٢٥ تا ١٣٠) اقول [٢٤٤٧] ان دونوں صورتوں میں حسبِ دستور تین تین صورتیں
اور نکلیں گی کہ پانی لادینے والا اجرت چاہتا ہے یا برتن یا تہبند کرایہ پر ملتا ہے اور یہ مفلس ہے یا وہ اُدھار پر راضی
نہیں یا اجرت مثل سے بہت زائد مانگتا ہے (١٣١ تا ١٣٥) اقول [٢٤٤٨] پہاڑ سے لگاتار پانی جھر رہا ہے مگر خفیف
نہ دھار بندھ سکا اور ریت میں جذب ہوتا جاتا ہے اسکے پاس کوئی کپڑا ایسا نہیں نہ مول ملتا ہے جسے گزرگاہ آب پر
پھیلا کر اُسے اعضا پر نچوڑ کر یا کسی برتن میں جمع کرکے وضو کرے یا خریدنے کو دام نہیں یا دوسری جگہ ہیں اور وہ

اُدھار نہیں دیتا یا قیمت سے بہت زیادہ مانگتا ہے یا کپڑا موجود ہے مگر اُسے یوں بھگونے نچوڑنے میں ایک درم یا زیادہ کا نقصان ہے پانچوں صورتوں میں تیمم کرے (۱۳۶) انھیں عبارات میں گزرا کہ اگر مچھروں کے خوف سے مسہری کے اندر پردے چھوٹے ہوئے ہے اور وقت جاتا ہے تیمم سے پڑھ لے یعنی پھر اعادہ کرے **اقول** پھر پسّو سے ایسی اذیت جسکے خوف کے باعث ترک وضو و غسل کی اجازت ہو بعید ہے ہاں ڈانس کی ایذا شدید ہے (۱۳۷) **اقول** یونہی اگر پانی کے پاس مہال چھتری ہوئی ہے اور انتظار میں خوف فوتِ وقت ہے وھو داخل فی معنٰی ما نصوا علیہ من خوف سبع وحیۃ وان لم یدخل فی لفظ وکذا صاحبہ السابق (۱۳۸ تا ۱۴۱) **اقول** جو پانی تک نہ جاسکتا ہو مثلاً لُنجھا یا اپاہج یا پاؤں کٹا ہوا یا مفلوج یا مریض یا نقیہ یا نہایت بوڑھا کہ چل نہیں سکتے یا اندھا جسے اٹکل نہیں یا راہ کو ٹٹول یا کمر وغیرہ کے درد کے باعث چلنے سے معذور اُنکے پاس اگر نوکر یا غلام یا بیٹا یا پوتا کوئی ایسا نہیں جسپر انکی خدمت لازم ہو نہ ایسا کہ اسکے کہنے سے لادے نہ اُجرت پر لانے والا یا اجیر ہے مگر یہ اُجرت قادر نہیں یا قادر ہے مگر مال دوسری جگہ اور وہ اُدھار پر راضی نہیں یا اُجرت مثل سے بہت زیادہ مانگتا ہے تیمم کرے اور اعادہ نہیں علماء نے ان معذوروں کا ذکر مجموعہ جماعت میں فرمایا ہے وقیدت الاعمی بمن لا یھتدی تبعا للمحقق العلامۃ الشامی رحمہ اللہ تعالٰی **اقول** وزدت النقیہ وھو غیر المریض والاعشی ومن بہ وجع خاصرۃ او غیرھا لا یستطیع معہ المشی بل ھو داخل فی عدیم المقعد علی احد تفسیریہ انہ الذی لا حراک بہ من داء فی جسدہ کان الداء اقعدہ وقیل المقعد المتشنج الاعضاء کما فی المغرب اور اگر پانی تک جا تو سکتا ہے مگر ضعف یا مرض یا ہاتھوں میں درد وغیرہ کے باعث بھر نہیں سکتا تو یہ نمبر ۱۱۳ ہے (۱۴۲) جنب کو جنب ہونا یاد نہ رہا مسجد میں چلا گیا اب یاد آیا یا معتکف مسجد میں سوتا تھا کہ اُسے جنابت ہوئی یا غیر معتکف اگرچہ اُسے منع ہے اور نہانے کی حاجت ہوئی یہ لوگ نہ مسجد میں چل سکتے ہیں نہ ٹھہر سکتے ہیں نہ مسجد میں غسل ہو سکتا ہے ناچار یہ صورت عجز ہوئی فوراً تیمم کریں اگرچہ مسجد کی زمین یا دیوار سے اور معاً باہر چلے جائیں اگر جا سکتے ہوں اور اگر باہر جانے میں بدن یا مال پر صحیح اندیشہ ہے تو تیمم کے ساتھ بیٹھے رہیں بیٹھنے کی صورت میں تیمم ضرور واجب ہے وہ خلافہ غیر بین ولا مبین اور نکلنے کی صورت میں بہت اکابر اس تیمم کو صرف مستحب مانتے ہیں اور فوراً بلا تیمم نکل جانا بھی جائز جانتے ہیں اور احوط تیمم ہے **اقول** ذہن فقیر میں یہاں بعض مہم تفصیلیں ہیں اولاً اس تیمم کے کرنے میں جہاں تک حد امکان ہو تعجیل تام کا حکم ہے تو جو صورت جلد سے جلد تیمم ہو جانیکی ہو اُسکا بجالانا واجب اور ادنٰی تاخیر ناجائز کہ بضرورت اُتنی ہی دیر لے سے توقف کی اجازت ہوئی ہے جسمیں تیمم کرسکے ایک لحظہ بھی تیمم کرنے میں تاخیر روا نہیں کہ اتنی دیر بلا ضرورت بحالِ جنابت مسجد میں ٹھہرنا ہوگا اور یہ حرام ہے لہذا اگر اسکے ہاتھ

پاس مثلاً کوئی مٹی کا برتن رکھا ہو اور دیوار قدم بھر دُور ہو تو واجب کہ اُسی برتن سے فوراً تیمم کرلے اور اگر دیوار قریب اور برتن دُور ہو یا ہو ہی نہیں تو اگر مسجد میں جہاں یہ بیٹھا ہے فرش نہیں تو زمین مسجد و دیوار میں نسبت دیکھی جائیگی اگر دیوار سے متصل ہے کہ صرف ہاتھ بڑھانا ہوگا تو اختیار ہے دیوار سے تیمم کرے یا زمین سے اور اگر دیوار تک کچھ بھی سرکنا ہوگا تو خاص زمین مسجد سے تیمم کرے دیوار تک نہ جائے اور اگر مسجد میں فرش ہے تو دیوار تک پہنچنا یا اُس فرش کا ہٹانا جو جلد ہوسکے وہ کرے **ثانیاً** یہ تیمم مسجد سے نکل جانے کیلئے تھا کہ بحالِ جنابت جسطرح مسجد میں ٹھہرنا حرام ہے یونہی ہمارے نزدیک اُس میں چلنا بھی حرام ہے اب کہ تیمم کرچکا فوراً نکل جائے اور اگر مسجد میں چند دروازے ہیں تو وہ دروازہ اختیار کرے جو قریب تر ہو اس نکلنے میں خواہ مسجد سے باہر جاکر اس تیمم سے کسی آیت کی تلاوت نہیں کرسکتا کہ یہ تیمم باوصف قدرتِ آب محض خروج عن المسجد کے لیے تھا ہاں اگر باہر جانے میں جان یا مال یا آبرو کا صحیح اندیشہ ہو تو اسی تیمم سے مسجد میں ٹھہرا رہے مگر نماز و تلاوت نہیں کرسکتا اُنکے لیے دوبارہ اُنکی نیت سے تیمم کرنا ہوگا **ثالثاً** نکلنے کیلئے تیمم کا حکم وجوباً خواہ استحباباً اُس صورت میں ہونا چاہیے جبکہ عین کنارہ مسجد نہ ہو کہ پہلے ہی قدم میں خارج ہوجائیگا جیسے دروازے یا حجرے یا زمین پیشِ حجرہ سے متصل سوتا تھا اور احتلام ہوا یا جنابت یاد نہ رہی اور مسجد میں ایک ہی قدم رکھا تھا ان صورتوں میں فوراً ایک قدم رکھکر باہر ہوجائے کہ اس خروج میں مرور فی المسجد نہ ہوگا اور جبتک تیمم پورا نہ ہو بحالِ جنابت مسجد میں ٹھہرنا رہیگا ھذا ما عندی واللہ تعالٰی اعلم فتاوٰی امام قاضیخان میں ہے کان الرجل فی المسجد فغلبہ النوم واحتلم تکلموا فیہ قال بعضھم لایباح لہ الخروج قبل التیمم وقال بعضھم یباح اھ وفی الاختیار شرح المختار ثم الشلبیۃ نام فی المسجد فاجنب قیل لایباح لہ الخروج حتی یتیمم وقیل یباح اھ وفی تبیین البحر عن المحیط اصابتہ الجنابۃ فی المسجد قیل لایباح لہ الخروج من غیر تیمم اعتبارا بالدخول وقیل یباح لان فی الخروج تنزیہ المسجد عن النجاسۃ وفی الدخول تلویثہ بھا اھ واحال تمامہ علی الحیض وقال ثم وفی منیۃ المصلی ان احتلم فی المسجد تیمم للخروج اذا لم یخف وان خاف یجلس مع التیمم ولایصلی ولایقرؤ اھ وصرح فی الذخیرۃ ان ھذا التیمم مستحب وظاھر ما قدمناہ فی التیمم عن المحیط انہ واجب ثم الظاھر ان المراد بالخوف الخوف من لحوق ضرر بہ بدنا او مالا کان یکون لیلا اھ کلامہ وھو برمتہ ماخوذ عن الحلیۃ قلا اللفظ الظاہر فانہ اورد کلام المحیط وعزا مثلہ الخانیۃ ثم قال وھذا صریح فی ان الخلاف فی الاباحۃ اھ

اقول وھو کما تری لاشبھۃ فیہ فلا ادری لم بدل الصریح بالظاھر وان تبعہ فیہ اخوہ المدقق

فى النهر ثم ابو السعود على مسكين ثم ط على الدر هذا وقال فى الحلية تحت قول المتن المذكور هذا قول بعض المشايخ والتيمم عند هذا القائل مستحب فى الفصلين كما صرح به فى الذخيرة اھ ثم ذكر ما فى المحيط والخانية وانه صريح فى ان الخلاف فى الاباحة قال ثم الظاهر انها (اى الاباحة) الاشبه كما هو غير خاف عن المتأمل ان شاء الله تعالى فان قلت بل يتعين لما فى الصحيحين عن ابى هريرة رضى الله تعالى عنه قال اقيمت الصلاة وعدلت الصفوف فخرج الينا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فلما قام فى مصلاه ذكر انه جنب فقال لنا مكانكم ثم رجع فاغتسل ثم خرج الينا ورأسه يقطر فكبر فصلينا معه فان الظاهر انه صلى الله تعالى عليه وسلم لم يتيمم لخروجه من المسجد والا لحكاه ابو هريرة رضى الله تعالى عنه واذا لم يتيمم له كان الخروج منه بلا تيمم مباحا وهو المطلوب قلت انه صلى الله تعالى عليه وسلم كان مباحا له دخول المسجد والمكث فيه جنبا اھ هذا تمام كلامه رحمه الله تعالى[١] ايضا اقول[٢٧٥٧] سبحٰن الله كيف يباح للجنب المكث فى المسجد بلا تيمم وهو حرام اجماعا والخائف ان عجز عن الخروج والاغتسال فهو بسبيل من التيمم والتيمم طهارة صحيحة عند العجز عن الماء فاباحة اللبث فى المسجد جنبا مع القدرة على الطهارة مما تنبو عنه القواعد الشرعية وان جزم به فى التاترخانية ايضا فعنها فى الهندية اذا خاف الجنب او الحائض سبعا او لصا او بردا فلا باس بالمقام فيه والاولى ان يتيمم تعظيما للمسجد اھ بل فى الخانية من موجبات الغسل ثم فى خزانة المفتين حيث قالا من احتلم فى المسجد ينبغى ان يخرج من ساعته فان كان فى الليل وخاف الخروج يستحب له ان يتيمم اھ نعم الخروج مسرعا بلا تيمم له وجه كما اشار اليه فى المحيط الرضوى ولهذا مشى غير واحد على وجوب التيمم فى المكث وندبه فى الخروج وانما ظاهر ما مر عن خزانة المفتين ندب تركه فى الخروج ففى الدر من احكام الجنب لو احتلم فيه ان خرج مسرعا تيمم ندبا وان مكث لخوف فوجوبا اھ قال ش افاد ذلك فى النهر توفيقا بين اطلاق ما يفيد الوجوب وما يفيد الندب اھ اقول[٢٧٥٨] صريح[٢] نص الخانية والمحيط والاختيار انه لا يباح له الخروج فهذا ليس بتوفيق بل تلفيق وقال فى باب الحيض تحت قوله يمنع حل دخول مسجد افاد منع الدخول ولو للمرور وقدمنا فى الغسل تقييده بعدم الضرورة بان كان بابه الى المسجد ولا يمكنه تحويله ولا السكنى فى غيره وذكرنا هناك ان الظاهر حينئذ انه يجب التيمم للمرور اخذا مما فى العناية عن المبسوط (اى كما يأتى) وكذا لو مكث فى المسجد خوفا من الخروج بخلاف ما لو احتلم فيه وامكنه الخروج مسرعا

فانه يندب له التيمم لظهور الفرق بين الدخول والخروج اھ وقال السيد ط على مراقی الفلاح لو اجنب فيه تيمم وخرج من ساعته ان لم يقدر على استعمال الماء وكذا لو دخله وهو جنب ناسيا ثم ذكر وان خرج مسرعا من غير تيمم جاز وان لم يقدر على الخروج تيمم ولبث فيه ولا يجوز لبثه بدونه الا انه لا يصلی ولا يقرؤ كما فی السراج اھ **اقول**[225] ومعنى القدرة على استعمال الماء ان يكون ثمه ماء وموضع اعد للاغتسال او عنده اناء يمكن ان يغتسل فيه بحيث لا يقع شیئ من الغسالة فی المسجد او تكون له ثياب صفيقة تمسك الماء فيغتسل عليها ثم يرمی به خارج المسجد وهو واقعتی ولله الحمد كنت معتكفا فی مسجدی فی الشتاء واردت الوضوء وكان المطر شديدا فتوضأت على لحافی ولم تصب المسجد قطرة ولله الحمد وكان هذا بحمد الله تعالى الهاما من ربی ثم بعد سنين رأيت الارشاد اليه فی البحر عن تجنيس الامام الاجل صاحب الهداية قال رحمه الله تعالى لو سبقه الحدث وقت الخطبة يوم الجمعة فان وجد الطريق انصرف وتوضأ وان لم يمكنه الخروج يجلس و لا يتخطى رقاب الناس فان وجد ماء فی المسجد وضع ثوبه بين يديه حتى يقع الماء عليه ويتوضؤ بحيث لا ينجس المسجد ويستعمل الماء على التقدير ثم بعد خروجه من المسجد يغسل ثوبه قال البحر وهذا حسن جدا اھ **اقول**[226] قوله لا ينجس والامر بغسل الثوب بناء على نجاسة الماء المستعمل وقوله على التقدير ای التقليل كيلا ينفذ الماء من الثوب فان كان الثوب كثير القطن كواقعتی يسبغ الوضوء كما فعلت ولله الحمد قال فی الدر وهو من منهياته التوضی فی المسجد الا فی اناء او فی موضع اعد لذلك اھ قال ط فعله فيه مكروه تحريما لوجوب صيانته عما يقذره وان كان طاهرا اھ بل نقل فی البحر من الاعتكاف عن البدائع ان غسل المعتكف راسه فی المسجد لا باس به اذا لم يلوثه بالماء المستعمل فان كان بحيث يتلوث المسجد يمنع منه لان تنظيف المسجد واجب لو توضأ فی المسجد فی اناء فهو على هذا التفصيل اھ ثم قال اعنی البحر بخلاف غير المعتكف فانه يكره له التوضؤ فی المسجد ولو فی اناء الا ان يكون موضعا اتخذ لذلك لا يصلی فيه اھ **اقول**[227] واليه يشير قوله فی مكروهات الصلاة يكره الوضوء والمضمضة فی المسجد الا ان يكون موضع فيه اتخذ للوضوء و لا يصلی فيه اھ فلم يستثن الا هذا ومثله فی غمز العيون عن شرح الجامع الصغير للتمرتاشی لكن البحر قدم فی بحث الماء المستعمل عن الخانية ان توضأ فی اناء فی المسجد جاز عندهم اھ وعليه مشى فی الاشباه

فقال تكره المضمضة والوضوء فيه الا ان يكون ثمه موضع اعد لذلك لا يصلى فيه او فى اناء اھ واعتمد السيد الحموى مقالته فى الاعتكاف فقال هذا الحكم وان كان فى الخانية لكن ليس على العموم كما يفهم من كلامه بل فى المعتكف فقط بشرط عدم تلويث المسجد قال فى البدائع الى اخر ما قدمنا عن اعتكاف البحر وقال العلامة الرملى فى حاشيته الظاهر ترجيح ما فى فتاوى قاضيخان اھ نقله فى المنحة

اقول [۲۶۲] بل الاولى التوفيق فان كان الاناء بحيث يخشى ان لا تقع الغسالة كلها فيه بل يترشش بعض منها خارجه كره ولعله الغالب فلذا اطلق المنع فى باب الاعتكاف وان امن ذلك لم يكره وهو مراد الخانية والله تعالى اعلم هذا وقال ط فى المسألة الدائرة هو والسيد ابو السعود الازهرى ظاهر ما فى المحيط وجوب هذا التيمم وفصل فى السراج بين ان يخرج سريعا فيجوز تركه او يمكث فيه للخوف فلا يجوز تركه وعليه يحمل ما فى المحيط اھ اھ ودل قولهما اھ على ان الجملة الاخيرة عليه يحمل ما فى المحيط من كلام السراج الوهاج

اقول [۲۶۳] وفيه نظر ظاهر فان صريح كلام المحيط فى الخروج دون اللبث هذا وانا

اقول [۲۶۴] وبالله التوفيق يؤيد الفارقين بين الدخول والخروج مسألة فى الصوم فقد نصوا ان من جامع ناسيا او ليلا فطلع الفجر فان نزع مع الذكر والفجر لا شئ عليه وان امنى بعد النزع لانه كالاحتلام ولو مكث قضى كما فى الدر عامة الاسفار الغر فلا ايلاج جماع والمكث جماع والنزع اقلاع لا جماع والا لوجب فساد الصوم الا [۲۶۵] ان يقال هو مستثنى بدلالة الكريمة احل لكم ليلة الصيام الرفث الى نسائكم والليل الى طلوع الفجر فالحل ممتد اليه ومن لازمه وقوع النزع بعد الفجر فلم يعد جماعا وان كان فيه الكون فى الفرج بعد الفجر كما لم يستتم خروجا لانه لا سبيل له الى الاقلاع الا هذا بخلاف من فى المسجد فله سبيل الى التيمم تأمل فانه موضعه

اقول [۲۶۶] ولا يبعد على هذا ان قيل ان الجنب ممنوع عن المسجد لبثا واجتيازا وهو فى الخروج بلا تيمم مجتاز و فى اللبث للتيمم ماكث لانه لا يطهر ما لم يتم التيمم فان كان مكثه هذا التطهير الجسد فان اجتيازه هذا التنزيه المسجد فهو بين بليتين فليختر اهونهما وبين نجاتين فليرتد اعجلهما بان ينظر ايهما اسرع تيممه او خروجه فيختاره وان استويا خير لكن ليس لمثلى ان يكون له قيل فى حكم وانما على اتباع ما رجحوه وصححوه فاذن

اقول [۲۶۷] قدم فى الخانية والمحيط والاختيار القول بالوجوب وفقيه النفس لا يقدم الا الاظهر الاشهر كما صرح بنفسه فى صدر فتاواه فيكون هو المعتمد كما قاله ط و ش وكذلك قدم

تطفل ۲۶۲ على الخيرية

تطفل ۲۶۳ على السراج والازهرى و ط

مسئلہ ۳

الباقوز والتقدیم دلیل الترجیح ثم نحن بین حاظر ومبیح فالاخذ بالحاظر احوط ثم المبیح لاینہی عن التیمم بل یستحبہ والحاظر یوجبہ ففعلہ متفق علیہ وترکہ مختلف فیہ فالاخذ بالمتفق علیہ اولی واللّٰہ سبحنہ وتعالٰی اعلم (۱۴۳) نہانے کی حاجت ہو پانی مسجد کے اندر ہو جیسے وسط مسجد میں حوض یا وہ کوآں جس تک مسجد ہی میں ہوکر راہ ہے اور اُسکے سوا پانی اور کہیں نہیں پاتا نہ کوئی مسجد میں سے لادینے والا ہے تیمم کرکے جائے اور پانی لے آئے محیط رضوی پھر بحر الرائق میں ہے جنب مر علی مسجد فیہ ماء یتیمم للدخول ولایباح لہ الا بالتیمم مبسوط پھر عنایہ پھر شامی میں ہے مسافر مر بمسجد فیہ عین ماء وھو جنب ولایجد غیرہ فانہ یتیمم لدخول المسجد عند نا منیہ میں ہے جنب جد الماء فی المسجد ولیس معہ احد تیمم ودخل قال فی الحلیۃ اذا کان لایجد ماء غیرہ یقدر علی استعمالہ شرعا الخ **اقول** فقد جمع بین الشرطین وھما مرادان قطعا وان اھملھما فی المحیط اقتصر فی المبسوط والمنیۃ علی واحد واحد (۱۴۴ تا ۱۴۶) **اقول** بدستور یہاں بھی وہی صورتیں ہونگی کہ اگر پانی لادینے والا اجرت مثل مانگتا ہے اور یہ ابھی دے سکتا ہے یا وہ اُدھار پر راضی ہے تو تیمم جائز نہیں ورنہ جائز ثم رأیت بحمد اللّٰہ تعالٰی اشار الی بعضہا فی الحلیۃ مع افادات زائدۃ فراجعہا تحت قول المنیۃ المذکور **تنبیہ** یہاں بحر میں محیط رضوی سے ایک اور صورت لکھی کہ وہ دردہ سے کم حوض ہو اور کوئی برتن پاس نہیں اگر اس میں نہاتا ہے پانی بھی خراب ہوتا ہے اور یہ بھی طاہر نہ ہوگا ناچار تیمم کرے ھذا نصہ وان کان فیہ (ای فی المسجد) عین صغیرۃ ولایستطیع الاغتراف منہا لایغتسل فیہا ویتیمم لان الاغتسال فیہ یفسدہ ولایخرج طاھرا فلا یکون مفیدا اھ **اقول** مگر یہ غیر صحیح پر مبنی ہے صحیح ومعتمد یہ ہے کہ اسکا غسل اُتر جائیگا اور پانی مستعمل ہوجائیگا لعدم الاستعمال قبل الانفصال وھی مسألۃ البئر جحط وقد قال فی البحر المذھب المختار فی ھذہ المسألۃ ان الرجل طاھر والماء طاھر غیر طھور تو اگر وہ پانی وقف ہے یا مالک کی اجازت نہیں اُسمیں نہانا ممنوع ہوگا کہ پانی کو خراب کردیگا یہ نمبر ۱۰۵۳ میں داخل ہے اور اگر مالک کی اجازت یا پانی خود اسکی ملک یا قدرتی مباح ہے تو نہانا لازم اور تیمم روا نہیں (۱۴۷) پانی ہے مگر مقید جسکا روشن بیان ہمارے رسالہ النور والنورق میں ہے تیمم کرے اسکی فروع سے ہے وہ مسئلہ کہ علما نے آب زمزم شریف بچانیکے لیے افادہ فرمایا اپنے تبرک یا کسی کو ہدیہ دینے کے لیے زمزم لیے جاتا ہے **اقول** اتنا کہ طہارت کو خود یا دوسرے پانی سے ملکر کافی ہو وضو یا غسل کی ضرورت ہوئی بغیر اُسکے اور کافی پانی ہو

وفاقا لان النص فی مثلہ نادر والنادر لایلاحظ فی الاحکام ھذا ما علمنی الملک العلام والحمد للّٰہ ولی الانعام ۱۲ منہ غفرلہ

نہیں فرض ہوگا کہ زمزم شریف ہی طہارت میں خرچ کرے اب اگر اُسے بچانا چاہے اُسمیں گلاب کیوڑا بید مشک برابر کا ملادے خلاصہ بزازیہ غنیہ توشیح بحر یا زعفران اتنا کہ اُسے رنگنے کے قابل کردے خلاصہ حلیہ یا شکر کہ شربت ہوجائے رد المحتار اقول مگر شربت زیادہ دن نہ ٹھہریگا اور صورت زعفران میں بھی پینا دشوار ہوگا لہذا گلاب ہی اولی ہے اگر حاضر ہو غرض وہ صورت کردے کہ قابل غسل و وضو نہ رہے اب تیمم کرے (۱۴۸) اسکا دوسرا حیلہ یہ فرمایا ہے کہ زمزم کسی رفیق کو ہبہ کرکے اُسکے قبضہ میں دیدے پھر اُس سے اپنے پاس بطور امانت لیلے یا اُسی کے پاس رہنے دے اور تیمم کرے کہ پانی اپنی ملک میں نہ رہا جب وطن پہنچے یا اُسکی راہ جدا ہو اُس سے اپنے نام مثلاً ہبہ کرالے یا کچھ دیکر خریدلے خلاصہ میں ہے رجل فی البادیۃ معہ ماء زمزم وقد رصص رأس القمقمۃ لایجوز لہ التیمم والحیلۃ ان یھبہا لغیرہ ثم یودعہا منہ او یجعل فیہ ماء الورد او ماء الزعفران حتی یصیر مقیدا فتح القدیر ہو یبتلی الحاج بحمل ماء زمزم للھدایۃ (زاد فی المنیۃ او للاستشفاء) ویرصص رأس القمقمۃ فمالم یخف العطش ونحوہ لایجوز لہ التیمم قال المصنف والحیلۃ فیہ ان یھبہ من غیرہ ثم یستودعہ منہ اھ زاد فی الحلیۃ او ترکہ مع الموھوب لہ اھ وقال فیہا انہ مما تواردہ کثیر من المتاخرین من غیر قدح فی ھذہ الحیلۃ کصاحب الھدایۃ فی التجنیس وصاحب المبتغی بالغین المعجمۃ اھ واعترضہ فی الخانیۃ عن المحیط فی الحلیۃ وتبعھم البزازی فی الوجیز وقال الحلبی فی الغنیۃ ھو الفقہ بعینہ وھذا لفظ الامام فقیہ النفس قال رحمہ اللہ تعالی ھذا لیس بصحیح عندی فانہ لو رأی مع غیرہ ماء یبیعہ بمثل الثمن او بغبن یسیر یلزمہ الشراء ولایجوز لہ ان یتیمم فاذا تمکن من الرجوع فی الھبۃ کیف یجوز لہ التیمم اھ وعن ھذا جعل الحیلۃ الاخری فی الغنیۃ وتبعہ فی الدر ان یھبہ علی وجہ ینقطع بہ الرجوع اھ ای بان تکون الھبۃ بشرط العوض اھ ش واعترضہ العلامۃ ط قائلا عدم التقیید اولی (ای ترک تقیید الھبۃ بشرط الرجوع) لانہ اذا کان ھبۃ علی ھذا الوجہ لاتعود علیہ فائدتہ فالاولی ان ینتفع بہ لنفسہ اھ ای اذا وھب بحیث سقط تمکن الرجوع خرج من یدہ واختیارہ ففیم الحیلۃ لانہا انما کانت لینتفع بہ اھداء او استشفاء واجاب ش بان المراد یھبہ ممن یثق بہ بانہ یردہ علیہ بعد ذلک اھ اقول ربما لایجد فی السفر من یثق بہ ولذا قالوا یھبہ من غیرہ ولم یقیدوہ بموثوق بہ ولو کان المراد ھذا لکان یکفی ان یبیعہ ثم اذا وصلا او تفرق طریقھما یشتری منہ وقد کان البیع اشہر منہا یعرفہ کل احد بخلاف الھبۃ بشرط العوض التی ھی برزخ بینہما ھبۃ

ابتداء وبیع انتهاء ولم یذکر البیع احد اما اشکال الخانیة فقد اجاب عنه المحقق علی الاطلاق فی الفتح بان الرجوع تملک بسبب مکروہ وھو مطلوب العدم شرعا فیجوز ان یعتبر الماء معدوما فی حقہ لذلک وان قدر علیہ حقیقة کماء الحب بخلاف البیع اھ ([۲۲۴۱]) **اقول** ای اذا وجد فی الفلاة ماء موضوعا للشرب لایجوز له التوضی منہ بل یتیمم مع قدرته علی الماء حسا ولعل تحقیقه لعجزہ عنه شرعا کذا ھذا بخلاف الشراء فانه قادر علیه شرعا ایضا وبالجملة فالمنع الشرعی ایضا من اسباب العجز عن استعمال الماء کسائر وجوہ العجز وھو حاصل ھھنا فساغ التیمم ھذا تقریرہ وقد اقرہ فی البحر واستحسنه فی الحلیة وتعقبه المقدسی قائلا یمکن ان یقال انما یکون الرجوع محذورا اذا کان عقد الهبة حقیقیا اما اذا کان علی وجه الحیلة فلا لان الموھوب له لایتاذی من الرجوع ھنا اصلا تامل اھ واختلف نظر العلامة ش فاید فی المنحة تعقب المقدسی بقوله علی انه سیاتی عن الوافی انه اذا کان مع رفیقه ماء فظن انه ان ساله اعطاہ لم یجز التیمم وان کان عندہ انه لایعطیه یتیمم وان شک فی الاعطاء وتیمم وصلی فساله فاعطاہ یعید وھنا لما رجع بهبته یجب علیه ان یساله لوجود الظن باعطائه اللھم الا ان یتعاھدا علی انه ان ساله بعد الهبة لایعطیه تتمیما للحیلة تامل اھ واید فی رد المحتار استحسان الحلیة بقوله علی ان الرجوع فی الهبة یتوقف علی الرضا والقضاء لکن قد یقال انه ما وھبه الا لیستردہ والموھوب منه لایمنعه اذا طلبه الواھب وذلک یمنع التیمم والجواب انه یستردہ بهبة او شراء لا بالرجوع فلا یلزم المکروہ والموھوب منه اذا علم بالحیلة یمتنع من دفعه للوضوء تامل اھ ([۲۲۴۲]) **اقول** ([۱]) لاوجه للتعقب فان الهبة حقیقیة قطعا صدرت من اھلها فی محلها والحیلة لاتنفی الحقیقة بل توجبها اذ لولاھا لبطلت و ([۲۲۴۳]) ([۳]) کونه یتوصل به الی مقصد اخر لاینافی قصد العقد بل یؤکدہ اذ به یتوصل فکیف لایقصد وانما العقد بالایجاب والقبول لا بالغایات المضمرة فی النفوس والا لانسد باب الحیل الشرعیة عن اخرھا مع انه مفتوح بالکتاب العزیز والاحادیث الصحاح کما بیناہ فی کفل الفقیه واذا ثبت العقد ثبت باحکامه ومن احکامه کراھة الرجوع تحریما فکیف لایکون محذورا ([۲۲۴۴]) ([۴]) ولیس المنع منه لتاذی الموھوب له حتی لولم یتاذ جاز بل لایجوز وان لم یتاذ ([۵]) الا تری ان له طریقین الرضا والقضاء ولا تاذی فی الرضا بل منعه لانه لیس لنا بحمد اللّٰه تعالٰی مثل السوء کما افصح به الحدیث الشریف اما

علاوۃ الشامی فقد تکفل بالجواب عنہا وقد جزم فی رد المحتار بما استضعف فی المنحۃ **فان قلت** ما فائدتہ الا التمکن من الرجوع وھو عنہ ممنوع **اقول** لا یرجع بل یشتری او یستوھب کما قال ش وفائدتہ ان الموھوب لہ لا یمتنع من بیعہ او ھبتہ علما منہ بانہ ان لم یفعل فلہ الرجوع فلا یفید الامتناع بخلاف ما اذا انقطع حق رجوعہ یمتنع لعلمہ ان الواھب لا یقدر علی استردادہ فالصواب مع عامۃ الائمۃ ان شاء اللّٰہ تعالٰی واللّٰہ تعالٰی اعلم (۱۴۹) پانی ایسی حالت پر ہو کہ اُسکے مطلق ومقید ہونے میں اشتباہ ہو جیسے نبیذ تمر وغیرہ جسمیں تحقیق نہ ہو کہ پانی اُس میوے سے مغلوب ہو کر نبیذ ہو گیا یا ابھی نہیں اُس سے وضو بھی کرے کہ شاید پانی ہو اور تیمم بھی کہ شاید نہ ہو ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے نبیذ تمر میں جو تین حکم مروی ہیں اُس سے وضو کرے۔ وضو نہ کرے تیمم ہی کرے۔ وضو وتیمم دونوں کرے وہ انھیں تین حالتوں پر مبنی ہیں جہاں پانی ہنوز مغلوب نہ ہوا وہاں اُس سے وضو کا حکم فرمایا جہاں مغلوب ہو گیا تیمم کا حکم دیا جہاں مغلوب ہونا نہ ہونا مشتبہ ہو دونوں کا جمع کرنا ارشاد فرمایا کما ذکرناہ علی ھامش رسالتنا النور والنورق (۱۵۰) گدھے کا جھوٹا پانی موجود ہو اور نہیں اُس سے وضو بھی کرے اور تیمم بھی۔ ان دونوں نمبروں میں اختیار ہے چاہے وضو پہلے کرے خواہ تیمم اور بہتر یہ ہے کہ وضو پہلے کرلے اور ان دونوں میں وضو بلا نیت جائز نہ ہوگا تیمم کیطرح اس وضو میں بھی نیت شرط ہے **تنبیہ** یہی حکم خچر کے جھوٹے کا ہے اگر گدھی پر گھوڑا اٹھنے سے پیدا ہوا ہو ہمارے ملک میں عام خچر وہ ہیں کہ گھوڑی پر گدھا اٹھا کر لیے جاتے ہیں ان خچروں کا جھوٹا مشکوک نہیں طاہر ہے انکا حکم گھوڑے کی مثل ہے کہ جانوروں میں اعتبار ماں کا ہے درمختار میں ہے (سؤر حمار) اھلی (وبغل) امہ حمارۃ فلو فرسا او بقرۃ فطاھر (مشکوک فی طھوریتہ) حتی لو وقع فی ماء قلیل اعتبر بالاجزاء (فیتوضؤ بہ) او یغتسل (ویتیمم) ان فقد ماء وصح تقدیم ایھما شاء) فی الاصح ام الما قال بعدہ (ویقدم التیمم علی نبیذ التمر علی المذھب) المصحح المفتی بہ لان المجتھد اذا رجع عن قول لا یجوز الاخذ بہ ام فیما صار نبیذا ومعنی التقدیم الاختیار ای یختار التیمم حتما ولا یتوضؤ بہ کما افادہ ش وبیناہ فی الرسالۃ المذکورۃ رد المحتار میں ہے فی النھر عن الفتح اختلف فی النیۃ بسؤر الحمار والاحوط ان ینوی ام ای الاحوط القول بوجوبہا فقد قدمنا فی بحث النیۃ عن البحر عن شرح المجمع والنقایۃ معزیا الی الکفایۃ انما شرط فیہ وفی نبیذ التمر (۱۵۱) وضو میں اکثر اعضائے وضو یا غسل میں اکثر حصہ بدن میں زخم یا تر خارش ہو تیمم کرے اور کم میں تو صحیح کو دھوئے باقی کو مسح کرے مگر جبکہ صحیح دھونے سے

زخمی تک پانی پہنچنے سے بچا نہ سکے تو اب بھی تیمم ہو کما فی الخانیۃ والحلیۃ والبحر اور اگر صحیح و مجروح دونوں حصے برابر ہوں تو اختلاف تصحیح ہے خانیہ و محیط میں فرمایا صحیح یہ ہے کہ صحیح کو دھوئے جریح کو مسح کرے بحر و تنویر میں ہے یہی احوط ہے درمختار میں ہے یہی ارجح ہے اور خلاصہ و تبیین و فتح و تمیض واختیار و مواہب الرحمن میں ہے صحیح یہ کہ تیمم کرے کما فی رد المحتار قال ورأیت فی السراج مانصہ وفی العیون عن محمد اذا کان علی الیدین قروح لایقدر علی غسلہما وبوجہہ مثل ذلک تیمم وان کان فی یدیہ خاصۃ غسل ولا یتیمم و ھذا یدل علی انہ یتیمم مع جراحۃ النصف اھ **اقول** وبہ تترجح کفۃ القول الثانی وبہ رد الشامی علی الدر ان حکمہ فی المساواۃ بالغسل والمسح خلاف المروی عن محمد **فان قلت** لعل الشارح المدقق رحمہ اللّٰہ تعالٰی نظر الی ان الکلام ھھنا فی الغسل فاذا کان مایضرہ الغسل اکثر عددا مما لایضرہ تیمم اعتبارا بالاکثر ولا شک ان الوجہ والیدین اکثر المغسول من اعضاء الوضوء فلا ما فی السراج من الاستدلال بہ یتم ولا ما فی رد المحتار علی الشارح یرد **اقول** فاذن یضیع قولہ وان استویا اذلا نصف ثلثۃ وضم الرأس الی ھذہ الاعضاء قد صرح بہ فی الفتح والحلیۃ والبحر حیث قال ھذا واختلف فی حد الکثرۃ منہم من اعتبرہ من حیث عدد الاعضاء ومنہم من اعتبر الکثرۃ فی نفس کل عضو فلو کان برأسہ ووجہہ ویدیہ جراحۃ والرجل لاجراحۃ بہا یتیمم سواء کان الاکثر من اعضاء الجراحۃ جریحا او صحیحا والاٰخرون قالوا ان کان الاکثر من کل عضو من اعضاء الوضوء المذکورۃ جریحا فھو الکثیر الذی یجوز معہ التیمم والا فلا کذا فی فتح القدیر من غیر ترجیح وفی الحقائق المختار اعتبار الکثرۃ من حیث عدد الاعضاء اھ ومثل ما فی الفتح فی الحلیۃ غیر انہ مال بحثا الی اعتبار الکثرۃ فی اعضاء الوضوء ایضا مساحۃ ای بخلاف کلا القولین **اقول** وقد کنت ارانی امیل الیہ قبل ان اراہ غیر انی لم یکن لی الخیار لاسیما مع تصریح الحقائق بالمختار واللّٰہ تعالٰی اعلم

(۱۵۲) یہاں ایک مسئلہ اس مسئلہ اعتبار اکثر اعضا سے مستثنٰی ہے وہ یہ کہ دونوں ہتھیلیاں ایسی زخمی ہیں کہ انہیں پانی پہنچانا ضرر دیگا یا بوجہ زخم لوٹا وغیرہ اُٹھا نہیں سکتا نہ پانی کسی ایسے برتن یا حوض وغیرہ میں ہے کہ اُس میں اپنا منہ اور پاؤں ڈالکر وضو کرسکے تیمم کریگا درمختار میں ہے یتیمم لو الجرح بیدیہ ردالمحتار میں ہے ای ولم یمکنہ ادخال وجہہ ورجلیہ فی الماء فلو امکنہ فعل بلا تیمم کما لایخفی فلا ینافی ما قدمناہ عن العیون بحرالرائق میں ہے فھذا یفید ان قولہم اذا کان الاکثر صحیحا یغسل الصحیح محمول علی ما اذا لم یکن

بالید من جراحۃ کما لا یخفی (۱۵۵۳ تا ۱۵۵۵) اس مسئلہ جراحت ہر دو کف کو درمختار میں عام رکھا کہ اگرچہ کوئی وضو کرنے والا ملے جب بھی تیمم کی اجازت ہے حیث قال بعد ما مر وان وجد من یوضیہ خلافا لھما۔ مگر معتمد یہ ہے کہ اس حالت میں تیمم نہیں بحرالرائق میں ہے فی القنیۃ والمبتغی بیدہ قروح یضرہ الماء دون سائر جسدہ یتیمم اذا لم یجد من یغسل وجہہ وقیل یتیمم مطلقا اھ اقول [۲۴۹۱] وقولہ وجھہ من باب الاکتفاء ای ورجلیہ ویمسح رأسہ رد المحتار میں ہے وھو الموافق لما مر فی المریض العاجز من انہ لو وجد من یعینہ لا یتیمم فی ظاہر الروایۃ فتنبہ لذلک اقول [۲۴۹۲] تو اب یہاں بدستور وہ تینوں صورتیں نکلیں گی کہ وضو کرا دینے والا اجرت زیادہ مانگتا ہے یا یہ مفلس ہے یا مال غائب اور وہ اُدھار پر راضی نہیں **تنبیہ** امام اجل فقیہ ابو جعفر ہندوانی رحمہ اللہ تعالٰی نے کتاب غریب الروایۃ میں ایک صورت تیمم کی یہ ارشاد فرمائی ہے کہ اگر وضو میں سب اعضا بے تکلف دھو سکتا ہے مگر کسی مرض کے باعث سر کا مسح ضرر کرتا ہے تو تیمم کرے یونہیں اگر غسل میں سارے بدن پر پانی بہا سکتا ہو مگر سر دھونا درکنار مسح بھی نہ کر سکے تو غسل کی جگہ بھی تیمم کرے مگر صحیح ومعتمد ومشہور ومنصوص یہ ہے کہ ان دونوں صورتوں میں تیمم کی اجازت نہیں بلکہ وضو میں تینوں اعضا اور غسل میں سر کے سوا سارا بدن دھوئے اور سر پر کوئی پٹی باندھ کر اُس پر مسح کرے اور اس سے بھی نقصان ہو تو بالکل چھوڑ دے اسقدر معاف رہیگا تنویر الابصار آخر تیمم میں ہے من بہ وجع رأس لا یستطیع معہ مسحہ یسقط فرض مسحہ درمختار میں ہے لا یستطیع مسحہ محدثا ولا غسلہ جنبا ففی الفیض عن غریب الروایۃ یتیمم وافتی قارئ الھدایۃ انہ یسقط عنہ فرض مسحہ ولو علی جبیرۃ ففی مسحھا قولان وکذا یسقط غسلہ فیمسحہ ولو علی جبیرۃ ان لم یضرہ والا سقط اصلا وجعل عادما لذلک العضو حکما کما فی المعدوم حقیقۃ رد المحتار میں ہے قولہ قولان ذکر فی النھر عن البدائع ما یفیدہ ترجیح الوجوب قال وھو الذی ینبغی التعویل علیہ اھ بل قال فی البحر والصواب الوجوب بحرالرائق میں ہے ذکر الجلابی فی کتاب الصلاۃ لہ ان من بہ وجع فی رأسہ لا یستطیع معہ مسحہ یسقط فرض المسح فی حقہ اھ وھذہ مسألۃ مھمۃ احببت ذکرھا لغرابتھا وعدم وجودھا فی غالب الکتب وقد افتی بھا الشیخ سراج الدین قارئ الھدایۃ استاذ المحقق کمال الدین بن الھمام وبہ اندفع ما کان قد توھم قبل الوقوف علی ھذا النقل انہ یتیمم للعجز عن استعمال الماء ولیس بعد النقل الا الرجوع الیہ ولعل الوجہ فیہ ان یجعل عادما لذلک العضو حکما فتسقط وظیفتہ کما فی المعدوم حقیقۃ بخلاف ما اذا کان ببعض الاعضاء

المغسولة جراحة فانه يغسل الصحيح ويمسح على الجريح لان المسح عليه كالغسل لما تحته ولان التيمم مسح فلا يكون بدلا عن مسح وانما هو بدل عن غسل والرأس ممسوح ولهذا لم يكن التيمم في الرأس اهـ منحة الخالق مين ہے قوله ماكان قد توهم) الذي توهم ذلك العلامة عبد البر بن الشحنة فانه ذكر عبارة الجلابي في شرحه على الوهبانية ونظمها بقوله ؎ ويسقط مسح الرأس عمن برأسه من الداء ما ان بله يتضرر ثم قال وكان يقع في نفسي قبل وقوفي على هذا النقل انه يتيمم لعجزه عن استعمال الماء وليس بعد النقل الا الرجوع ولعل الوجه فيه انه يجعل عادما لذلك العضو حكما فتسقط وظيفته كما في المعدوم حقيقة والله تعالى اعلم قوله وليس بعد النقل الخ يوهم ان التيمم غير منقول مع انه منقول ايضا ففي الفيض للكركي عن غريب الرواية من برأسه صداع من النزلة ويضره المسح في الوضوء او الغسل في الجنابة يتيمم والمرأة لو ضرها غسل رأسها في الجنابة او الحيض تمسح على شعرها ثلاث مسحات بمياه مختلفة وتغسل باقي جسدها اهـ قال في الفيض وهو عجيب اهـ ما في المنحة

[٢٩٣] **اقول** ظهر لي بحمد الله تعالى من معناه ما يرفع العجب وذلك ان العجب انما هو في مسألة الغسل ان يجوز له التيمم اذا ضره غسل رأسه وهذا باطل قطعا بل يجب الرجوع الى المسح لان مسح ما يغسل عند تعذر غسله كغسله كما تقدم انفا عن البحر ومثله في البدائع ولذا جاز جمعه مع الغسل بخلاف مسح الخفين فانه لا يجوز له ان يغسل احدى رجليه ويمسح خف الاخرى وان كانت على احدهما جبيرة او عصابة مسحها وغسل الاخرى كما نصوا عليه في التبيين وغيره ومسألة من كان برأسه جرح صحيح انه يغسل الصحيح ويمسح الجريح مشهورة صريح غير محتاج الى التصريح فكيف حكم ههنا بالتيمم ولكن هذا التوهم انما كانت الكدرة عبارة الدر في النقل بالمعنى فلما رأيت عبارة غريب الرواية المنقولة في الفيض وفيها يضره المسح في الوضوء او الغسل في الجنابة لا مسح رأسه محدثا وغسله جنبا كما في الدر قدس في خاطري ولله الحمد ان الغسل ههنا بضم الغين لا فتحها فليس المراد غسل الرأس بل المعنى ضرره الغسل واسالة الماء على بدنه ولو مع ترك الرأس لما تصعد به الابخرة الى الدماغ كما علم في الطب وكيف تكون عبارة غريب الرواية بفتح الغين مع انه المصرح متصلا بها ان المرأة ان ضرها غسل رأسها مسحته فليس المعنى الا ما قررت وهذا صاف لا غبار عليه ولله الحمد اما مسألة الوضوء فغير عجيب بل له وجه وجيه قريب

[٢٩٤] **فاقول** معلوم ان الحدث لا يتجزى فكذا رفعه فلو اغتسل وبقيت شعرة لم يسل الماء عليها فلا غسل له وهو جنب كما كان وقد نصوا ان النجاسة

الحكمية اشد من الحقيقية اذ قد عفی من هذه قدر درهم او اقل من الربع ولا عفو فی الحکمية قدر ذرة اصلا فمن لا يستطيع غسل رأسه فی الغسل يمسحه فان لم يستطع فعصابة عليه وقد تم التطهير لما علمت ان هذا المسح يقوم مقام غسله وهی مسألة الصحيح الجريح اما اذا لم يقدر عليه اصلا فی الغسل او الوضوء تبقی وظيفة الرأس متروكة رأسا فيكون هذا بعض طهارة الطهارة وهو لا يتجزی فينتفی اصلا فقد ظهر عجزه عن طهارة الماء فوجب المصير الی التيمم اما قول البحر ان التيمم مسح فلا يكون بدلا عن مسح والرأس ممسوح **فاقول** اولا لا يتمشی فی الغسل فان الرأس فيه مغسول **وثانيا** هو عجيب من مثله فانه لم تأمر الرواية بالتيمم بدلا عن مسح الرأس بل بدلا عن الوضوء والغسل عند العجز عن اكمالهما ولا شك ان التيمم بدل عنهما مع تحقق المسح فی الوضوء فلو لم تصح البدلية بهذا الوجه وجب ان لا يجوز التيمم للحدث فظهر ان ما فی غريب الرواية غير غريب نعم الاشهر ما ذكره الحلابی وبه جزم الدر فی غير موضع ففی اخر التيمم ما تقدم وقال فی اخر الوضوء قبيل سننه ما نصه فی اعضائه شقاق غسله ان قدر والا مسحه والا تركه ولو بيديه ولا يقدر علی الماء تيمم اه ومسألة الشقاق اليد تقدمت انفا مع قيودها وقال فی اخر مسح الخفين الحاصل لزوم غسل المحل ولو بماء حار فان ضر مسحه فان ضر مسحها فان ضر سقط اصلا اه **اقول** بل ان ضر مسحه فان ضر غسلها فان ضر مسحها ثم قال (انكسر ظفره فجعل عليه دواء او وضعه علی شقوق رجله اجری الماء عليه) ان قدر والا مسحه والا تركه وفی التبيين والفتح والبحر والهندية وغيرها من الاسفار الغر لو انكسر ظفره فجعل عليه دواء او علكا او ادخل جلده مرارة او مرهما فان كان يضره نزعه مسح عليه وان ضره المسح تركه اه **اقول** بل غسل فان ضر مسح فان ضر تركه قالوا وان كان بأعضائه شقوق امر عليها الماء ان قدر والا مسح عليها ان قدر والا تركها وغسل ما حولها اه **اقول** ان كان المراد بمسألة الشقوق ما اذا وضع الدواء عليها ومعنی امر عليها امر علی دواء عليها كما كان فی عبارة الدر فذاك والا فتقديره مسح عليها ان قدر والا اجری علی دواء او عصابة عليها ان استطاع والا مسح ان امكن والا ترك **ثم** بحمد الله تعالی رأيت النص عن ائمتنا الثلثة رضی الله تعالی عنهم فی ظاهر الرواية انه يجوز ترك المسح اذا اضر فانقطع الخلاف قال الامام ملك العلماء فی البدائع قد ذكر محمد فی كتاب الصلاة عن ابی حنيفة رضی الله تعالی عنه انه اذا ترك المسح علی الجبائر وذلك يضره

اجزأہ وقال ابویوسف ومحمد رحمہما اللہ تعالٰی اذا کان ذٰلک لایضرہ لم یجز فخرج جواب ابی حنیفۃ فی صورۃ وخرج جوابہما فی صورۃ اخری فلم یتبین الخلاف ولاخلاف فی انہ اذا کان المسح علی الجبائر یضرہ انہ یسقط عنہ المسح لان الغسل یسقط بالعذر فالمسح اولی اھ وفی الحلیۃ فی باب الوضوء والغسل من الاصل اذا اغتسل من الجنابۃ ومسح بالماء علی الجبائر التی علی یدہ اولم یمسح لانہ یخاف علی نفسہ ان مسح یجزئہ قال فی الحلیۃ ذکرہ مطلقا من غیر ان یضیفہ الی احد اھ ای فافاد انہ قول الکل فثبت ان سقوط بعض الوظیفۃ لاجل الضرورۃ غیر غریب واللہ تعالٰی اعلم غرض ثابت ہوا کہ مذہب یہی ہے کہ اس صورت میں غسل و وضو کرے اور مسح معاف ہے اُس روایت تیمم پر عمل جائز نہیں ولہذا ہم نے اسے شمار میں نہ لیا وباللہ التوفیق وللہ الحمد (۱۵۶) نمبر ۵ میں درمختار سے گزرا کہ اگر آنکھ قدح کرائی اور طبیب نے چت لیٹے رہنے کو کہا ہے نماز اشاروں سے پڑھے **اقول** تو اگر غسل کی حاجت ہو تیمم خود ظاہر ہے اور یہ نمبر ۴۱ ہے یونہی وضو میں بھی جبکہ کوئی کرادینے والا نہ ہو یا وہ اجرت زیادہ مانگے یا یہ قادر نہ ہو اور یہ نمبر ۴۲ تا ۴۵ ہے مگر ایک صورت دقیق یہاں اور نکلے گی کہ وضو کرانے والا موجود ہے لیکن پلنگ ناپاک اور بچھونا پاک ہے وضو کرنے سے بچھونا کہ اسکے اعضا کے نیچے ہے ناپاک ہو جائیگا تو اب بھی تیمم کرے واللہ تعالٰی اعلم (۱۵۷) پانی ہے مگر طہارت مطلوبہ کے لیے کافی نہیں تیمم کرے مثلاً نہانا ہے اور صرف وضو کے قابل پانی ہے تو فقط تیمم کرے کہ وضو کرنے یعنی اعضائے وضو دھولینے سے غسل نہ اُتریگا اور تیمم سارے بدن کو پاک کردیگا تو وضو کرنا اُس پانی کا ضائع کرنا ہے یہاں کفایت سے مراد قدر فرض کو کافی ہے مثلاً اتنا پانی ہے کہ غسل میں ایکبار کلی ایکبار ناک میں پانی ڈالنے ایکبار سارے بدن پر بہانے یا وضو میں ایک ایکبار کے لیے کافی ہے تیمم نہیں ہوسکتا اسیواسطے ہم نے فرض طہارت کے لیے کافی پانی کہا امام ملک العلماء فرماتے ہیں الجنب اذا وجد من الماء قدر مایتوضوء بہ لاغیر اجزأہ التیمم عندنا لان المأمور بہ الغسل المبیح للصلاۃ والذی لایبیح وجودہ وعدمہ کما لوکان الماء نجسا ولان الغسل اذا لم یفد الجواز کان الاشتغال بہ سفہا مع ان فیہ تضییع الماء وانہ حرام درمختار میں ہے ناقضہ قدرۃ ماء کاف لطہرہ ولو مرۃ مرۃ ولہذا اگر پانی نہ پانے پر تیمم کیا تھا اور اب پانی اتنا ملا کہ ایک ایک بار مونھ ہاتھ اور ایک پاؤں دھویا اور پانی ختم ہوگیا تیمم نہ ٹوٹا کہ یہ پانی وضو کو کافی نہ تھا اور اگر اس نے دو دو بار اعضا دھوئے اور وضو پورا ہونے سے پہلے پانی ختم ہوگیا لیکن اگر ایک ایکبار دھوتا تو کافی ہوتا تو تیمم ٹوٹ گیا خلاصہ بحر وشامی میں ہے لو غسل بہ کل عضو مرتین اوثلاثا

فائدہ

حسن تنعم

پانی بلا وجہ صرف کرنا اسے ضائع کرنا حرام ہے

فنقض عن احدٍ رجلیہ انتقض تیممہ ھو المختار لانہ لواقتصر علی المرۃ کفاہ (۱۵۸) جو آبادی سے دور ہو مسافر خواہ غیر مسافر مثل شکاری وغیرہ اُس نے پانی سے میل دو میل فاصلہ پر خیمہ لگایا اور پانی اُسکے خیمہ کے دوسرے حصے میں جسمین یہ خود نہین کسی نے رکھا یا اس نے رکھوایا یا خود اسی نے رکھا تھا یا یہ مثلاً اونٹ پر سوار ہو اگرچہ کسی کام ہی کے لیے شہر سے میل دو میل دُور گیا ہو اور پانی کی پکھال اپنی ہی لٹکائی ہوئی دُم کی طرف ہو یا یہ اونٹ کو پیچھے سے ہانک رہا ہو اور پکھال آگے کی جانب ہو یا نکیل پکڑے آگے چل رہا ہو اب چاہے پانی اونٹ کی گردن کی طرف ہو خواہ دُم کی جانب۔ یونہی اگر یہ گاڑی مین سوار ہو اور پانی پاچی مین ہو یا گاڑی ہانک رہا ہے اور پانی گاڑی کے کھٹولے مین ہو غرض پانی ایسی جگہ نہین کہ اسکے پیش نظر ہو یا جسکا بھولنا عادت سے بعید ہو ان سب صورتوں مین جب نماز کا وقت آیا اسے پانی یاد نہ رہا یہ خیال کیا کہ مین پانی سے میل بھر یا زیادہ دُور ہون تیمم کیا اور نماز پڑھ لی نماز ہوگئی یہ صورت بھی شریعت مطہرہ کی حرمت نے پانی سے عجز کی رکھی ہے یہانتک کہ اگر سلام پھیرتے ہی یاد آیا کہ پانی تو یہان رکھا ہوا ہے یا مین نے خود ہی رکھا تھا جب بھی نماز پھیرنے کی حاجت نہین ہان اگر نماز مین یاد آئے تو لازم ہے کہ نیت توڑے اور وضو کرکے نماز پڑھے یونہی اگر پانی اسکے پیش نظر یا ایسی جگہ ہے جہان کا رکھا ہوا آدمی عادۃً نہین بھولتا مثلاً اپنی پیٹھ پر مشک یا سواری کی حالت مین آگے رکھا ہوا پانی یا پیچھے سے ہانکنے کی صورت مین اونٹ کے پیچھے لٹکا یا ہوا تو بیشک ایسی بھول معتبر نہین نماز وضو کرکے پھر پڑھنی لازم درمختار مین ہے (صلی) من لیس فی العمران بالتیمم (ونسی الماء فی رحلہ) وھو مما ینسی عادۃ (لا اعادۃ علیہ) ولو ظن فناء الماء اعاد اتفاقا کما لو نسیہ فی عنقہ اوظھرہ اوفی مقدمہ راکبا اومؤخرہ سائقا ردالمحتار مین ہے قولہ من لیس فی العمران ای سواء کان مسافرا اومقیما منح ونوح افندی عن شرح الجامع لفخر الاسلام اما من فی العمران فتجب علیہ الاعادۃ لان العمران یغلب فیہ وجود الماء فکان علیہ طلبہ فیہ وکذا فیما قرب منہ کما قدمناہ والظاھر ان الاخبیۃ بمنزلۃ العمران لان اقامۃ الاعراب فیھا لا تتأتی بدون الماء فوجودہ غالب فیھا ایضا وعلیہ فیشکل قولھم سواء کان مسافرا اومقیما فلیتأمل اھ اقول[۱۵۰۲] لیس[۱] من شرط المقیم القرب من العمران اولیس من خرج للاحتطاب اوالاحتشاش اوالاصطیاد وبعد عن المصر میلا فھو مقیم مباح لہ التیمم کما نص علیہ فی الخانیۃ وغیرھا وقد تقدم ولم یرد وانہ حضریا فی مصرہ اوقرویا فی قریتہ اوکردیا فی خبائہ حتی یشکل علیہ ثم قال رحمہ اللہ تعالی الرحل للبعیر کالسرج

للدابة ويقال لمنزل الانسان وما واه رحل ايضا ومنه نسى الماء فى رحله مغرب لكن قولهم
لوكان الماء فى مؤخرة الرحل يفيد ان المراد الاول بحر وقول الظاهر ان المراد ما يوضع فيه الماء عادة
لانه مفرد مضاف فيعم كل رحل سواء كان منزلا او رحل بعير وتخصيصه باحدهما لا برهان
عليه نهر اھ اقول ٢٥٠١ ولا ليس الرحل مشتركا معنويا بينهما ليعم بل مشترك لفظى ولذا فسروه
بالتفسيرين لا بتفسير يشملهما كما سمعت من المغرب قال فى المصباح المنير الرحل مركب للبعير ورحل
الشخص مأواه فى الحضر اھ وفى القاموس الرحل مركب للبعير كالراحول ومسكنك الخ وفصله
بقوله كالراحول يؤكده فان مسكن الانسان لا يقال له راحول وكذلك فى قول المغرب لفظة
ايضا ومثله فى مختار الصحاح الرحل مسكن الرجل وما يستصحبه من الاثاث والرحل ايضا رحل
البعير اھ وفى النهاية حديث حولت رحلى البارحة حيث ركبها من جهة ظهرها كنى عنه بتحويل رحله
اما ان يريد به المنزل واما ان يريد الرحل الذى تركب عليه الابل وهو الكور اھ وفى مجمع البحار
اما نقلا من الرحل بمعنى المنزل او من الرحل بمعنى الكور وهو للبعير كالسرج للفرس اھ ومثله فى
الدر النثير للامام جلال السيوطى واقتصر الامام الراغب فى مفرداته على التفسير الاول فقال الرحل
ما يوضع على البعير للركوب ثم يعبر به تارة عن البعير وتارة عما يجلس عليه فى المنزل اھ لانه ليس
فى الكتاب العزيز الا بهذا المعنى فافاد ايضا انه موضوع له مستقلا فكذا الثانى وعلى هذا كلام
عامة ائمة اللغة وثانيا لو سلم ليس هذا محل التعميم واستغراق الافراد بل الوجه الاستناد الى
الاطلاق فافهم قال رحمه الله تعالى قوله وهو مما ينسى عادة الجملة حالية ومحترزة قوله كمالو
نسيه فى عنقه الخ قوله لا اعادة عليه اى اذا تذكر بعد ما فرغ من صلاته فلو تذكر فيها يقطع ويعيد
اجماعا سراج واطلق ليشمل ما لو تذكر فى الوقت او بعده كما فى الهداية وغيرها خلافا لما توهم فى المنية
وما لو كان الواضع للماء فى الرحل هو او غيره بعلمه بامره او بغير امره خلافا لابى يوسف اما لو كان
غيره بلا علمه فلا اعادة اتفاقا حلية اھ اقول ٢٥٠٦ يوهم ان فى المنية حكم الاعادة فى احد الفصلين
وليس كذلك انما توهمها فى تخصيص خلاف ابى يوسف بصورة التذكر فى الوقت حيث قال لو كان
معه ماء فى رحله فنسيه وتيمم وصلى ثم تذكر فى الوقت لم يعد عند ابى حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالى
وان تذكر بعد الوقت لم يعد فى قولهم جميعا قال رحمه الله تعالى قوله (فى عنقه) اى عنق نفسه

فائدة ١: تطفل استدراك على النهر و ش
فائدة ٢: تحقيق معانى الرحل
حسن التعميم
فائدة ٣: تطفل ثالث على النهر و ش
فائدة ٤: معروضة على العلامة ش

او مقدمہ) ای مقدم رحل واحترز بہ عما لونسیہ فی مؤخرہ راکبا او مقدمہ سائقا فانہ علی الاختلاف وکذا اذا کان قائدا مطلقا بحر (۱۵۹) مسافر رات کو کوئیں یا جھیل کے پاس اُترا چاہ و نہر جھاڑی کے اندر ہیں یا کوآں ڈھکا ہوا ہے اگرچہ خاص اُسی پر اس نے خیمہ تانا ہو غرض نہ اسے اُس جنگل میں پانی ہونیکا علم ہی نہ پانی ظاہر نہ وہاں کوئی واقفکار جس سے پوچھ سکے اس حالت میں اُس نے تیمم سے نماز پڑھ لی تو یہ بھی صورت عجز ہے [۲۵۰۷] **اقول** یہاں بھی اعادہ نہ کریگا اگرچہ سلام کے بعد ہی پانی وہاں ہونا معلوم ہو جائے کہ یہاں صورت سابقہ سے بھی عذر واضح تر ہے وہاں علم تھا نسیان سے جاتا رہا اور یہاں سرے سے علم نہیں منیہ میں ہے اذا تیمم وصلی والماء قریب منہ وھو لایعلم اجزأہ حلیہ میں ہے ظاھر ھذا وما قدمناہ عن شرح الجامع الصغیر لقاضیخان ومحیط الامام رضی الدین ان ھذا الحکم علی الوفاق وقد افصح بہ فی التجنیس حیث قال صلی بالتیمم وفی جنبہ بئر ماء لم یعلم بھا جاز علی قولھم وما فی جامع الفتاوی ضرب الخیمۃ علی بئر مندرس وتیمم وصلی ثم علم فالاحسن اعادتھا انتہی لایخالفہ وھو ظاھر ثم فی المحیط قیدہ بما اذا لم یکن بحضرتہ من یسألہ عن الماء معللا بان الجھل یعجزہ عن استعمال الماء کالبعد ولم یکن مقصرا فی جھلہ قال وان کان بحضرتہ من یسألہ فلم یسألہ حتی تیمم وصلی ثم سألہ فاخبرہ بماء قریب لم تجز صلاتہ لانہ قادر علی استعمالہ بواسطۃ السؤال فاذا لم یسألہ جاء التقصیر من قبلہ کالذی نزل بالعمران ولم یطلب الماء لم یجز تیممہ انتہی وسنذکر عن البدائع مایوافق فی ھذا الشرط اھ [۲۵۰۸] **اقول** وقول المحیط ثم سألہ غیر قید بل کذلک الحکم لو اخبرہ بدء کما لایخفی [۲۵۰۹] وکذلک قولہ اخبرہ خرج وفاقا فکذلک الحکم ان علم بعد بنفسہ فان المناط تفریط فی السؤال وقد حصل ثم ذکر فی الحلیۃ عن المجتبٰی ما ظاھرہ ان ابا یوسف رحمہ اللہ تعالٰی یخالف فی ھذہ ایضا کمسألۃ النسیان وعن الخانیۃ ما ظاھرہ مثلہ مع افادۃ ان عن ابی یوسف فی کلتا مسألتی النسیان والجھل روایتین وعن المبتغی ما ظاھرہ ان خلافہ علی روایۃ ھھنا اذا کان علی شاطئ النھر لا البئر حیث قال ولو صلی بہ وبجنبہ بئر ماء لم یعلم بھا جازت صلاتہ وان کان ذلک علی شاطئ النھر عن ابی یوسف فیہ روایتان اھ ثم وجہ ھذا الخلف بان من حکی الوفاق اختار الروایۃ الموافقۃ ولم یطلع علی الروایۃ المخالفۃ وبالعکس ثم قال وفی الخلاصۃ لو وضع الفسطاط علی رأس بئر قد غطی رأسھا ولم یعلم بذلک فتیمم وصلی ثم علم بالماء امرتہ بالاعادۃ انتہی فافاد ظاھرا ضد ما فی الکتاب من غیر حکایۃ خلاف اھ [۲۵۱۰] **اقول** یمکن ان یرید امرتہ ندبا فیکون

مثل مافی جامع الفتاوی ولا یخالف الجم الغفیر ثم راجعت الخلاصۃ فوجدت تمامہ فیہا وھو مروی عن ابی یوسف رحمہ اللہ تعالٰی اھ فبترک ھذا نشأ ظن المخالفۃ بینہا وبین مافی الکتاب ولعلہ ساقط من نسختہ وقد زلت بہ قدم قلم العلامۃ المحقق البحر فمشی علیہ فی البحر موھما انہ قول الکل او المختار فی المذھب ولیس کذلک کما علمت وقد قال ایضا فی الھندیۃ عن المحیط اذا ضرب خباءہ علی رأس بئر غطی رأسہا وفیہا ماء وھو لایعلم اوکان علی شط النھر وھو لایعلم فتیمم وصلی بہ جاز عندھما خلافا لابی یوسف رحمہم اللہ تعالٰی اھ فقد انکشف اللبس وللہ الحمد وبہ تعالٰی العصمۃ (۱۶۰)

سفر میں باپ بیٹے ہمراہ ہیں پانی دونوں کی ملک مشترک یا تنہا بیٹے کی ملک اور ایک ہی کیلئے کافی ہے اور باپ اُس سے طہارت کرنا چاہتا ہے بیٹے کو جائز نہیں کہ اُس سے مزاحمت کرے کہ باپ وقت حاجت ملکِ اولاد کا مالک بن سکتا ہے لہذا بیٹے پر لازم کہ تیمم کرے فتاوی امام قاضیخان میں ہے لوکان الماء بین الاب والابن فالاب اولی بہ لان لہ حق تملک مال الابن اسیطرح اُس سے خزانۃ المفتین وہندیہ واشباہ فن ثالث قول فی الدین میں ہے۔ **اقول** ولا یختص بالشرکۃ بل لوکان کلہ ملک ولدہ فالحکم کذلک اذا ارادہ الاب بدلیل الدلیل ورددت ازیرید الاب التطہر بہ لان لہ ان یترکہ لابنہ ویتیمم ثم لاعجز بالولد لوکان ملک الابن فالم یظہر للاب ارادتہ لایثبت عجز الابن حتی لوکان متیمما قبلہ انتقض فان اخذہ الاب اعاد تیممہ (۱۶۱) **اقول** باپ بیٹے کو جنگل میں مباح پانی ملا کہ ایک ہی کو کافی ہے اگر باپ نے ہاں پہلے پہنچ گیا اُسکا قبضہ ہوگیا جب تو ظاہر ہے کہ بیٹا تیمم کرے کہ اب وہ ملک غیر ہے کہ مباح استیلاء سے ملک ہوجاتا ہے یہ نمبر ۵۲ ہے اور اگر بیٹا پہلے پہنچا قابض ہوا تو یہی نمبر ۱۵۵ ہے اور اگر دونوں ایک ساتھ پہنچے اگر باپ نے پہلے سے کہدیا تھا کہ پانی میں لونگا تو بیٹے کو مزاحمت جائز نہیں پانی پر صرف باپ کی قدرت ثابت ہوگی یہانتک کہ اگر پہلے سے بیٹے کا تیمم تھا نہ ٹوٹے گا اور نہ تھا تو اب تیمم کرے گا اور اگر پہلے سے ایسا نہ کہا تھا تو دونوں قادر ہوگئے اگر پہلے سے تیمم کیے تھے جاتے رہے اب اگر باپ اُس پانی کو لینا چاہے بیٹا دوبارہ تیمم کرے ھذا کلہ ماظہر لی تفقھا وارجوان یکون صوابا ان شاء اللہ تعالٰی **تنبیہ** خانیہ وخلاصہ واشباہ ودرمختار وغیرہا میں ہے کہ جنگل میں جنب و حائض ومحدث ومیت ہیں مباح پانی قابل غسل ملا کہ ایک ہی کو کافی ہے تو جنب اولی ہے وہ نہائے اور حائض ومحدث تیمم کریں اور میت کو تیمم کرایا جائے وھذا نظم الدر الجنب اولی بماء مباح من حائض او محدث ومیت ولو لاحدھم فھو اولی ولو مشترکا ینبغی صرفہ للمیت **اقول** یہ شکل پانی سے عجز کی نہیں

یہاں تک کہ اگر تینوں تیمم کئے تھے اب یہ آب مباح ملا سب کا تیمم ٹوٹ گیا جب جنب اس سے نہائے حائض محدث وضو تیمم کریں فان وجدوا ماء مباحا یکفی لاحدھم علی سبیل البدلیۃ ینتقض تیممھم جمیعا لان کل واحد منھم صار قادرا کما فی خزانۃ المفتین عن الکبری وفی الخلاصۃ خمسۃ من المتیممین وجدوا من الماء المباح قدر مایتوضؤ بہ احدھم انتقض تیمم الکل ولو جاء رجل بکوز من ماء وقال لیتوضأ بہ ایکم شاء انتقض تیمم الکل وان کان الماء یکفی لاحدھم ولو قال ھذا الماء لمن یرید فکذلک اھ باپ جب بیٹے سے لینا چاہتا بیٹا شرعًا ممنوع ہوگیا اور منع شرعی بھی موجب عجز ہے کما تقدم عن الفتح فی ماء الحب والماء الموھوب وکذا الماء المملوک ملکا فاسدا اذا اذن بہ الشرکاء لاحدھم لا ینتقض تیممہ قال فی البحر لا یخفی انہ وان کان مملوکا لا یحل التصرف فیہ فکان وجودہ کعدمہ اھ ونازع فیہ النھر بما ھو من مثلہ عجیب بخلاف جنب کہ جب یہاں اسکا تنہا استحقاق جبری نہیں صرف اولویت ہے محدث سے اسلئے کہ جنابت اغلظ ہے اور حائض سے محض اس مصلحت افضلیت کیلئے کہ وہ تو امامت کر نہیں سکتی جنب امام ہوگا اب اگر حائض نہائے اور جنب تیمم کرے تو یہ غاسل کی اقتدا متیمم سے ہوگی اور یہ اگرچہ صحیح و جائز ہے مگر عکس افضل ہے لہذا مناسب کہ جنب نہائے اور حائض تیمم کرے اور میت سے یوں کہ غسل جنابت کا ثبوت قرآن عظیم سے ہے اور غسل میت کا سنت و اجماع سے اسلئے مصالح کیلئے جنب کو ترجیح دی ہے نہ یہ کہ اسکا استحقاق اوروں کو پانی سے عاجز کردے فی رد المحتار الجنب اولی بمباح ھذا بالاجماع تاترخانیۃ اھ **اقول** ھذا عجب بل جمھور المشائخ علی اولویۃ المیت وان کان الاصح الاول ففی البحر عن الظھیریۃ قال عامۃ المشائخ المیت اولی وقیل الجنب اولی وھو الاصح اھ ونازعہ ط بانہ حیث کان للمشترک ینبغی صرفہ للمیت (ای کما تقدم عن الدر) فالمباح اولی اھ ای اذا امروا بان یصرفوا ملکھم للمیت فما لا ملک لھم فیہ اولی واجاب ش بانہ ینبغی لکل منھم صرف نصیبہ للمیت حیث کان کل واحد لا یکفیہ نصیبہ ولا یمکن الجنب ولا غیرہ ان یستقل بالکل لانہ مشغول بحصۃ للمیت وکون الجنابۃ اغلظ لا یبیح استعمال حصۃ المیت فلم یکن الجنب اولی بخلاف ما اذا کان الماء مباحا فانہ حیث امکن بہ رفع الجنابۃ کان اولی اھ ای ان المشترک لا یمکن لاحدھم الاستقلال بہ لمکان حصۃ المیت فان صرفوا لہ امکن غسلہ والا اثموا وتیمموا فکان الصرف الیہ اولی بخلاف المباح فان للکل ان یستقل بہ وقد امکن بہ رفع الجنابۃ فکان الجنب اولی **اقول** فیہ تسلیم ان مجرد جواز استقلال الکل بہ انما نفی ما ذکر من داعی اولویۃ الصرف للمیت وھو لا ینفی انہ

له داع آخر فضلا عن ثبوت اولوية الجنب اناا اقول المباح انما يملك بالاستيلاء والميت ليس
من اهله فلاحق له فيه بخلاف الباقين والجنب ارجحهم لما يأتي فكان اولى وسنذكر تمامه ان شاء الله
تعالٰی اھ اما وجه القول الاصح فقال ش لان الجنابة اغلظ من الحدث والمرأة لا تصلح اماما اھ وفی ط اولی
من حائض لامکان تیممها بالتراب اقتدائهما به واقتداء المتیمم بالمتطهر افضل من عکسه مع عدم
تأتیه هنا اھ اقول بل یتأتی بان یتیمم الجنب وتغتسل هی ولا یتوهم العکس بمعنی امامة
المرأة ھذا وسکت ش عن وجه تقدیم الجنب علی المیت وقال فقیه النفس فی الخانیة لان غسله فرض
وغسل المیت سنة اھ قال فی الاشباه مراده ان وجوبه بها بخلاف غسل الجنب فانه فی القراٰن اھ
وتعقبه السید الحموی بانه انما یتم هذا التاویل لو لم یکن هناك قول بالسنیة اما مع وجوده
فلا اھ وقال قبله قال المصنف فی البحر ما نقله مسکین من قوله وقیل غسل المیت سنة مؤکدة
ففیه نظر بعد نقل الاجماع یعنی فی فتح القدیر اللهم الا ان یکون قولا غیر معتمد فلا یقدح فی انعقاد
الاجماع اھ اقول مثله لا یعد قولا ولا یحمل علیه مثل کلام الخانیة وقال ط لعل اولویته
علی المیت بسبب انه یؤدی ما کلف به من صلاة وقراءة فاحتیاجه الیه اکثر من المیت وتعبیره
باولی یفید جواز التیمم للجنب اھ اقول ویجوز بناؤه اولا علی القول بان فرض العین اقوی
من فرض الکفایة وثانیا علی ان لا ایثار فی القرب وذلك لانهم استولوا دون المیت وترجح الجنب
من بین الاحیاء لما مر فصرفه لنفسه اولی من صرفه للمیت فافهم (۱۶۲) اقول اُس صورت مین بیٹھے
نماز کا اعادہ بھی نہین لان المنع من جهة الشرع لیکن اگر اور شخص نے پانی زبردستی لیلیا تو دو صورتین ہین ایک یہ کہ
وہ پانی اسکی ملک تھا اور ظالم نے غصبًا دبا لیا اور یہ اُس سے چھین نہین سکتا تو تیمم سے پڑھے پھر وضو سے
پھیرے لان المنع من جهة العباد دوسرے یہ کہ پانی مباح تھا اُسپر اگر اسکے قبضہ کر لینے کے بعد اُس نے
اس سے چھین لیا تو یہ وہی صورت اولٰی ہوئی کہ پانی بعد قبضہ اسکی ملک ہوگیا تھا اور اگر یہ قبضہ کرنا چاہتا تھا
وہ زبردست ہی اُسنے پہلے قبضہ کرلیا تو اسمین اُسکا ظلم نہ ہوا کہ آب مباح پر قبضہ کیا ہے وہی مالک ہوا اور اب
شخص نمبر ۵۲ مین ہے کہ پانی دوسرے کی ملک او رُاسکی اجازت نہین تیمم کرے اور اعادہ کی حاجت نہین (۱۶۳)
اقول مسافر کے پانی کا پیپا صندوق مین بند ہے کہ جن راستون مین پانی کی قلت ہو وہان وہ عزیز ترین
اشیا سے ہے قفل کی کنجی گم گئی اُس حکم کی بنا پر کہ نمبر ۶ مین گزرا اگر قفل توڑنے مین ایک درہم کا نقصان ہوتا ہو

تیمم کرے اور اعادہ نہیں ورنہ قفل توڑے اور وضو کرے فلیحرر ولیراجع واللہ تعالٰی اعلم (۱۶۴) جنگل میں خنثٰی مشکل کا انتقال ہوا جاتنا صغیر السن بچّہ نہ تھا جسکے لیے ستر کا حکم ہی نہ ہو اُسے نہ مرد نہلا سکتا ہے نہ عورت ناچار تیمم کرایا جائے **اقول** بلکہ اگر وہاں کوئی سات آٹھ برس کی لڑکی یا دس گیارہ برس کا لڑکا ہو کہ نہلا سکے تو اُسے بتا کر نہلوانا لازم ہاں یہ بھی نہ ہو تو اُسے کوئی محرم تیمم کرائے مرد ہو خواہ عورت اور محرم نہ ملے تو اجنبی عورت اپنے ہاتھوں پر کپڑا لپیٹ کر تیمم کرائے اور اُسے آنکھیں بند کرنیکی ضرورت نہیں اور کوئی عورت بھی نہ ہو تو اجنبی مرد کپڑے کے ساتھ تیمم کرائے اور اپنی آنکھیں بھی بند کرے کہ خنثٰی کے سر کے بال یا کلائی کے کسی حصہ پر نگاہ نہ پڑے۔ بدائع وفتاوٰی امام قاضیخان وفتح القدیر وبحر الرائق وسراج وہاج ودرمختار وہندیہ وغیرہا میں یہ عمر جسمیں ستر میت ضروری نہیں وہ عمر ہے جسمیں بچّہ حد شہوت تک نہ پہنچا ہو اس سے ظاہر یہ ہے کہ لڑکا بارہ سال سے کم اور لڑکی نو برس سے کم **اقول** اس تقدیر پر خنثٰی کے لیے نو برس لیے جائینگے لاحتمال انوثتہا مگر محرر المذہب امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی نے کتاب مبسوط میں کہ کتب ظاہر الروایۃ سے ہے یہ حد مقرر فرمائی کہ جب تک بچّہ باتیں نہ کرے فتح میں ہے الصغیر والصغیرۃ اذا لم یبلغا حد الشہوۃ یغسلہما الرجال والنساء وقدرہ فی الاصل بان یکون قبل ان یتکلم **اقول** مولٰی عزوجل کی بیشمار رحمتیں امام محمد پر بیشک وہ عمر جسمیں ستر کی حاجت نہیں یہی ہے اھ بلاشبہہ دربارۂ نظر ومس زندہ ومردہ کا حکم ایک ہی ہے الا ترٰی الی قول البدائع لومات الصبی لایشتہی لاباس ان تغسلہ النساء وکذلک الصبیۃ التی لاتشتہی اذا ماتت لاباس ان یغسلہا الرجال لان حکم العورۃ غیر ثابت فی حق الصغیر والصغیرۃ اھ وکیف ترضی الشریعۃ المطہرۃ ان یمشی غلام دون اثنتی عشرۃ سنۃ وبنت دون تسع بشہر فی الاسواق عریانین وقد قال فی الدر عن السراج الوہاج لاعورۃ للصغیر جدا ثم ما دام لم یشتہ فقبل ودبر ثم تغلظ الی عشر سنین کبالغ اھ فالحق عندی ان ما فی عامۃ الکتب ہنا مفسر بما فی الاصل ومعنی بلوغ حد الشہوۃ حد یوجب فیہ النظر الی عورتہ تذکر تلک الامور لان یشتہی ہو بنفسہ او تقع علی نفسہ الشہوۃ وقال ش تحت قولہ للصغیر جدا وکذا الصغیرۃ قال ح وفسرہ شیخنا بابن اربع فما دونہا ولم ادر لمن عزاہ اھ **اقول** قد یؤخذ مما فی جنائز الشرنبلالیۃ الخ فذکر ما قدمنا عن الفتح عن الاصل **اقول** وفی الاخذ نظر ظاہر فان التکلم یحصل غالبا قبل اربع بکثیر ہاں نہلانے والے بچّے میں اُس عمر کا اعتبار موجہ ہے کہ نہایت کم عمر نہلا نہیں سکتا (۱۶۵) اگر میت عورت یا مشتہاۃ لڑکی ہو جو اُتنی صغیر السن نہیں

اور وہاں کوئی عورت نہیں تو دس گیارہ برس کا لڑکا اگر نہلا سکے اگرچہ دوسرے کے بتانے سے یا کوئی کافرہ عورت ملے اور بتانے کے موافق نہلا سکے تو اُس سے نہلوائیں ورنہ کوئی محرم تیمم کرائے **اقول** ۲۵۳۶ یا اگر میت کنیز تھی شوہر یا کوئی اجنبی ویسے ہی تیمم کرادے اور کنیز نہ تھی اور کوئی محرم نہیں تو شوہر اُسی طرح ہاتھوں پر کپڑا چڑھا کر بے آنکھیں بند کیے تیمم کرائے اور شوہر بھی نہ ہو تو اجنبی مگر آنکھیں بند کرے (۱۶۶) اگر میت مرد یا ہوشیار لڑکا ہے کہ اُتنا صغیر السن نہیں ہے اور وہاں کوئی مرد نہیں تو اگر میت کی زوجہ ہے کہ ہنوز حکم زوجیت میں باقی اور اسے مس کر سکتی ہو وہ نہلائے وہ نہ ہو تو سات آٹھ برس کی لڑکی اگر نہلا سکے اگرچہ سکھانے سے یا کوئی کافر ملے اور بتانے کے مطابق غسل دے سکے تو اُسے نہلوایا جائے ورنہ جو عورت میت کی محرم یا اسکی شرعی کنیز ہو وہ اپنے ہاتھوں سے یونہی تیمم کرائے اور آزاد و نامحرم ہو تو کپڑا لپیٹ کر مگر رُو و دستِ میت پر نگاہ سے یہاں ممانعت نہیں زوجہ کو اگر طلاق بائن یا تین طلاقیں دیدی تھیں یا زوجہ نے پسر زوج کا بوسہ بشہوت لیا خواہ کوئی فعل اُس سے یا اُسکے ساتھ ایسا واقع ہوا جس سے شوہر کے ساتھ حرمت مصاہرت پیدا ہو یا اپنی صغیرہ سوت کو کہ عمر رضاعت میں تھی دودھ پلا دیا یا معاذ اللہ مرتدہ ہو گئی پھر بعد موت اسلام لے آئی یہ تینوں باتیں خواہ حیاتِ شوہر میں واقع ہوئی ہوں یا اُسکے بعد یا حیاتِ زوج میں کسی نے اُس سے وطی شبہہ کی یا کسی نے اُس سے نکاح فاسد کیا تھا اب وہ رد ہوا اور عورت شوہر کو ملی پھر شوہر مر گیا اور عورت ابھی اُس وطی شبہہ یا نکاح فاسد کی عدت میں ہے یا زوج نے سالی سے وطی شبہہ کی تھی پھر مر گیا اور ہنوز وہ اسکی عدت میں ہے یا مجوسی خواہ ہندو مسلمان ہو کر مرا اور عورت ہنوز مجوسیہ یا مشرکہ ہے اگرچہ ان سب صورتوں میں زوجہ ہنوز عدت میں ہو **اقول** ۲۵۳۷ یونہی اگر عدت سے نکل گئی مطلقاً نہیں نہلا سکتی اور اسکی صورت یہ ہے کہ حاملہ تھی موت شوہر ہوتے ہی وضع حمل ہو گیا اب عدت میں نہ رہی ان سب حالتوں میں زوجہ مثل اجنبیہ ہے غسل نہیں دے سکتی ہاں اگر شوہر نے طلاق رجعی دی اور عورت ابھی عدت میں تھی کہ مر گیا یا بعد شوہر اُس نکاح فاسد یا دونوں صورت وطی بالشبہہ کی عدت گزر گئی یا نو مسلم کی زوجہ مشرکہ مجوسیہ اب مسلمان ہو گئی تو ان صورتوں میں غسل دے سکتی ہے والمسائل مفصلة فی البدائع والفتح والبحر والدر وغیرها وقد ۲۵۳۸ انتقیت من الخلافیات احسنها **اقول** ۲۵۳۹ خنثیٰ میں تفصیل اور اُسکے اور عورت کے طہارت کرانے والوں میں ترتیب اور عورت کنیز و حرہ میں فرق یہ سب زیاداتِ فقیر سے ہے اور اُسکی وجہ بحمدہ تعالیٰ ظاہر و منیر کہ (۱) سب میں پہلے غسل ہے کہ وہی اصل ہے مگر ۲۵۴۰ عورت میں کسی کافرہ سے نہلوانا کہا نہ خنثیٰ میں کہ عورت بھی اُسے نہیں دیکھ سکتی کہ احتمال ذکورت ہے بخلاف غسل زن (۲) ۲۵۴۱ عورت

خاص لڑکا کھا کہ اُسکے لیے اُنثے کی نابالغی کیا ضرور بالغہ عورت ہوتی تو غسل ہی دیتی اور خنثے مین لڑکا لڑکی دونون کے کہ کوئی بالغ حدِ شہوت اُسے غسل نہین دیسکتا اور اس حد نہ پہنچنے کے بعد پسر و دختر یکسان ۲۵۴۳ (۳) خنثے کے تیمم مین محرم کو مقدم رکھا مرد ہو یا عورت کہ بہرحال اُسے خنثے کے اعضائے تیمم دیکھنے چھونے دونون کا اختیار ہی اُسکے بعد اجنبی عورت کہ باحتمال ذکورت چھو نہ سکے دیکھ تو سکیگی پھر اجنبی مرد کہ احتمال انوثت کے سبب نہ چھونا ممکن نہ دیکھنا ۲۵۴۴ (۴) تیمم کنیز کو جدا کیا اور یہان محرم شوہر اجنبی مین ترتیب رکھی کہ اُسکے اعضائے تیمم کا دیکھنا چھونا سب کو روا در مختار مین ہی حکم امۃ غیرہ کمحرمہ وماحل نظرہ حل لمسہ الامن اجنبیۃ قال ش ای غیر الامۃ وفی التتارخانیۃ عن جامع الجوامع لاباس ان تمس الامۃ الرجل وان تدھنہ وتغمزہ مالم تشتہ الامابین السرۃ والرکبۃ ۲۵۴۵ (۵) تیمم حرہ مین یہ ترتیب لی کہ پہلے محرم مرد پھر شوہر پھر اجنبی اور اسکی وہی وجہ کہ محرم کو دیکھنا چھونا دونون روا اور شوہر کو صرف دیکھنا اور اجنبی کو کچھ نہین درمختار مین ہی یمنع زوجہا من غسلہا ومسہا لامن النظر الیہا علی الاصح ہان تیمم مرد مین کنیز وحرہ کی تفصیل بدائع مین ہی المیمۃ اذا کانت ذات رحم محرم منہ تیممہ بغیر خرقۃ والاجنبیۃ تلفہا علی کفہا لانہ لم یکن لہا ان تمسہ فی حیاتہ فکذا بعد وفاتہ والامۃ وامۃ الغیر تیممہ بغیر خرقۃ لانہ یباح للجاریۃ مس موضع التیمم بخلاف ام ولد المیت لانہا تعتق وتلتحق بالحرائر الاجنبیات اھ واللہ تعالی اعلم (۱۶۷ تا ۱۷۵) ۲۵۴۶ اقول مولے سبحنہ وتعالی نے مسلم میت کے غسل کفن دفن اُسکے حق بنائے اور زندہ مسلمانون پر فرض فرمائے ان مین جہان مال کی حاجت ہو اُسکے مال سے لیا جائے کہ یہ اُسکی حاجاتِ ضروریہ سے ہی ولہذا تقسیم ترکہ درکنار ادائے دیون پر بھی مقدم ہی جسطرح زندگی مین پہننے کا ضروری کپڑا دین مین نہ لیا جائیگا اگر اُس نے مال نہ چھوڑا تو زندگی مین جسپر اُسکا نفقہ واجب تھا وہ دے (اور عورت کا کفن مطلقا شوہر پر ہی اگرچہ اُس نے ترکہ چھوڑا ہو) اگر وہان کوئی ایسا نہ ہو تو مسلمانون کے بیت المال سے لیا جائے اگر بیت المال نہ ہو جیسے ان بلاد مین تو مسلمانون پر واجب ہی جن جن کو اطلاع ہو۔ یہ مسائل کفن مین بالتصریح مصرح ہین اور غسل و دفن اُسکے مثل بلکہ اہم راب ان تین نمبرون مین لڑکا یا لڑکی یا کافرہ جن جن سے نہلوانے کا حکم ہی اگر اُجرت مثل مانگین دینی لازم میت کا مال نہ ہو تو موجودین اپنے پاس سے دین تو یہان بھی بدستور ہر نمبر مین تین تین صورتین اور پیدا ہونگی کہ اگر وہ اجرت مثل سے بہت زیادہ مانگے یا کوئی دینے کے قابل نہین یا انکا مال دوسری جگہ ہی اور وہ اُدھار پر راضی نہین تیمم کرائین واللہ سبحنہ وتعالی اعلم الحمد للہ یہ پانی سے عجز کی یہ تو سو صورتین اس رسالے کے خواص سے ہین کہ اسکے غیر مین نہ ملینگی اگرچہ جو کچھ ہی علمائے کرام ہی کا فیض ہی

ع ای بادِ صبا اینہمہ آوردۂ تست ❖ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ❖ وعلینا بہم ابد الآبدین ❖ یا ارحم الراحمین ❖ آمین والحمد للہ رب العلمین ❖ وافضل الصلاۃ والسلام علی سید المرسلین ﷺ وآلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین ❖ **دوم** طہارت کے لیے کافی **سوم** فرض طہارت ان قیدوں کے فائدے نمبر ۱۵۰ میں معلوم ہولیے **چہارم**[۱۴۸] ہم نے پانی کو مطلق سے مقید نہ کیا کہ طہارت کیلیے کافی کہنا ہی اُسکے افادے کو کافی تھا بخلاف عبارۃ الدر من عجز عن استعمال الماء المطلق الکافی لطہارتہ لصلاۃ تفوت الی خلف (تیمم) اھ فانہ قد ذکر المطلق فلم یلغ نعم لو ترکہ کما فعلت لکفٰی اما قولہ لصلاۃ تفوت الی خلف فاحترز بہ عن التیمم لنوم اورد سلام ونحوہ او لفائت الٰی خلف کصلاۃ جنازۃ وعید فانہ لایشترط لہ العجز اھ ش **اقول**[۱۴۹] **اولا** لا تدل عبارۃ المصنف علی اشتراط العجز مطلقا علی الثانی ماھذہ الاحترازات وعلی الاول یعود علی المقصود بالنقض فانہ یفید ان شرط التیمم العجز فی صلاۃ لہا خلف فلا یجوز بلا عجز ولا العجز فی غیر صلاۃ ولا فی صلاۃ لاخلف لہا وبالجملۃ مفاد ھذہ الزیادات تخصیص التیمم بھذا العجز المخصوص لا تخصیص شرط العجز بھذا الخصوص نعم لو قال وھذا فی صلاۃ تفوت الی خلف لافاد ما اراد **وثانیا**[۱۵۰] التیمم وجاز للماء الا لفائت لا الی خلف کرد سلام والصلاتین کما تقدم اما النوم ونحوہ فلا کما حققہ الشامی مخالفا لما فی البحر والدر والبحر بعضے متحقق فیہ کما قدمنا فلا حاجۃ الی الاحتراز **پنجم** **اقول**[۱۵۱] صورتیں تین ہیں علم بعدم آب علم بوجود عدم علم۔ علم عدم کہ پانی میل بھر یا زائد دور ہونا معلوم ہو اسمیں تو عجز ظاہر ہے اور علم وجود میں عجز یوں ہوگا کہ حسًّا یا طبعًا یا شرعًا اُس تک وصول یا اُسکے استعمال پر قادر نہیں جیسے محبوس یا مریض یا وہ پانی پلانے والا جب پینے کیلیے وقف ہے۔ رہا عدم علم نمبر ۱۵۸ و ۱۵۹ سے واضح ہوا کہ شرع مطہر نے اسے بھی عجز میں رکھا اگرچہ بعد نماز پانی وہیں موجود ہونا بھی معلوم ہوجانے اور جب شریعت نے یہاں وجود وعدم آب پر مدار نہ رکھا بلکہ اُسکے عدم علم پر تو واجب ہے کہ وہ جگہ مظنۂ آب نہ ہو جیسے آبادی یا اُسکا قرب اسے یہاں وجود آب مظنون ہو مثلاً سبزہ لہلہا رہا ہے یا پرندے یا چرندے موجود ہیں یا ثقہ شخص کہہ رہا ہے کہ یہاں قرب میں پانی ہے کہ غلبۂ ظن بھی انحاے علم سے ہے خصوصًا فقہیات میں کہ ملتحق بہ یقین ہے تو بحال ظن عدم علم نہ ہوا اور یہاں اسی پر مدار عجز تھا تو نہ عجز متحقق ہوا نہ تیمم روا نہ اُس سے نماز صحیح اگرچہ بعد کو عدم آب ہی ظاہر ہو کہ وجود وعدم واقعی یہاں ساقط النظر تھا در مختار میں ہے یجب ای یفترض طلبہ ولو برسولہ قدر ما لایضر بنفسہ ورفقتہ بالانتظار ان ظن ظنا قویا قربہ دون میل بامارۃ او اخبار عدل والا یغلب علی ظنہ قربہ لایجب